کراچی کا عثمانی مذہب

★

اور

اُس کی حقیقت

مؤلف خواجہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

ناشر ادارہ اشاعت القرآن و حدیث پاکستان
Phone : 2635935

فہرست مضامین

کمپوزنگ ابو عبداللہ محمد آصف گرین ٹاؤن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولیاء اللہ کا مقام

اس میں شک نہیں اولیاء اللہ کا مقام بہت بلند ہے۔ یہ اللہ کی دوستی کے منصب پر فائز ہیں مگر ستم یہ ہے ان کے حالات لکھنے والوں نے نہایت نادان دوستی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ اگر بہترین مسلمان تھے تو یقیناً انہوں نے توحید ہی پھیلائی ہوگی اور اتباع سنت پر ہی زور دیا ہوگا مگر سوانح نگاروں نے ان کا جو نقشہ کھینچا ہے اور ان کی جو منظر کشی کی ہے وہ نہایت مکروہ اور مضحکہ خیز ہے۔ اس کے مطابق کبھی وہ جادوگر نظر آتے ہیں کبھی بھوت پریت لگتے ہیں کبھی پاگل دکھلائی دیتے ہیں کبھی جوکر معلوم ہوتے ہیں اور کبھی ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ ان کا لنگوٹیا رہا ہو۔ مثلاً سماعت فرمایئے۔

بلا تبصرہ: ۱۔ ابراہیم بن ادھم قدم قدم پر دو نفل پڑھتے ہوئے چودہ برس میں بلخ سے خانہ کعبہ کے مقام پر پہنچے تو خانہ کعبہ ندارد...... ہاتف غیبی نے آواز دی کہ وہ جنگل میں ایک ضعیفہ کی زیارت کو گیا ہے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ خانہ کعبہ رابعہ بصریہؒ کا طواف کر رہا ہے۔ (انیس الارواح مترجم ص ۱۷ ملفوظات عثمان ہارونی مرتبہ معین الدین اجمیریؒ)۔

۲۔ بایزید بسطامی نے فرمایا خانہ کعبہ نے میرے گرد طواف کیا۔ (دلیل العارفین ملفوظات معین الدین چشتیؒ۔ مرتبہ بختیار کاکی ص ۹۷)۔

۳۔ فرمایا میں دو انگلیوں کے درمیان دنیا و مافیہا کو دیکھتا ہوں۔ (ایضاً ص ۱۰۰)۔

۴۔ مقامِ قرب میں پہنچے تو ہاتف نے آواز دی کہ بایزید! ہم نے بہشت دوزخ، عرش کرسی جو کچھ ہماری مملکت ہے، تجھے دیدی کہا تیرے عزت وجلال کی قسم قیامت کے دن آتشِ دوزخ کے سامنے کھڑا ہو کر ایسی سرد آہ کھینچوں گا کہ دوزخ کی حرارت زائل ہو جائے گی حتیٰ کہ کچھ نہ رہے گی۔ (ایضاً ص ۹۷)

۵۔ فرمایا سبحانی ما اعظم شانی۔ (فوائد فریدیہ، مترجم ص ۷۳)۔

۶۔ فرمایا میرا جھنڈا محمد صلعم کے جھنڈے سے زیادہ ہے۔ (ایضاً)۔

۷۔ فرمایا میرے دل میں دنیا کا خیال آتا ہے تو وضو کرتا ہوں، آخرت کا خیال آتا ہے تو غسل جنابت کرتا ہوں۔ (کشف المحجوب باب ۱۳ ص ۲۷۶)۔

۸۔ آپ حج کے لئے جا رہے تھے راستہ میں ایک مفلس ملا اس نے کہا یہ رقم مجھے دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیجئے۔ آپ کا حج ہو جائے گا آپ نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۸۹ از شیخ فریدالدین عطارؒ)۔

۹۔ فرمایا چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں کیونکہ میرا رزق تو کہیں اور سے آتا ہے۔ (ایضاً ص ۹۱)۔

۱۰۔ فرمایا خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا۔ (ایضاً)۔

۱۱۔ فرمایا اگر تجھ کو صفاتِ آدمؑ، قدس جبریلؑ، خلعتِ ابراہیمؑ، شوقِ موسیٰؑ، پاکیزگی عیسیٰؑ، اور حب محمدؐ سب کچھ عطا ہو جائے، جب بھی خوش نہ ہونا کیونکہ یہ سب حجابات ہیں۔ (ایضاً ص ۹۲)۔

۱۲۔ فرمایا میں اب ایسا بے نیاز ہو چکا ہوں کہ مجھے نماز معاف ہو چکی ہے۔ (ایضاً ص ۹۳)۔

۱۳۔ کسی نے پوچھا آپ کے پاس عورتوں کا اجتماع کیوں رہتا ہے اس میں کیا راز

ہے؟ فرمایا یہ ملائکہ ہیں میں انہیں علمی مسائل سمجھاتا ہوں۔ (ایضاً ص ۹۵)۔

۱۴۔ خدا نے جن قلوب کو بارِ محبت اٹھانے کے قابل نہیں پایا ان کو عبادت کی طرف لگا دیا۔ (ایضاً ص ۱۰۳)۔

۱۵۔ پوچھا گیا کہ آپ رات میں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ فرمایا کہ مجھے عالم ملکوت کے چکر لگانے ہی سے فرصت نہیں ملتی اس کے علاوہ لوگوں کو اعانت کرتا رہتا ہوں۔ (ایضاً ص ۱۰۵)۔

۱۶۔ میں خدا کو دوست نہیں بلکہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ (ایضاً ص ۱۰۶)۔

۱۷۔ مجھے وہ اوصاف حاصل ہوئے کہ اگر ان میں ایک حبہ کے برابر بھی سایہ آئے تو نظامِ عالم درہم برہم ہو جائے۔ (ایضاً ص ۱۰۲)۔

۱۸۔ عرش کرسی، قلم، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، محمدؐ، ملائکہ میں ہوں۔ (ایضاً ص ۱۰۶)۔

۱۹۔ میرے علم کے نیچے مخلوق کے علاوہ انبیاء کرام بھی ہوں گے۔ (ایضاً ص ۱۰۸)۔

۲۰۔ فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا میں عرش، کرسی، لوح اور قلم ہوں۔ میں جبریلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ، عزرائیلؑ، ہوں۔ میں موسیٰؑ اور محمدؐ ہوں۔ (فوائد فریدیہ ص ۷۲ مصنف خواجہ غلام فرید)۔

۲۱۔ حمزہ خراسانیؒ نے دُنبے کی آواز سن کر فرمایا لبیک جل شانہ اور وجد میں آگئے۔ (ایضاً ص ۷۴)۔

۲۲۔ حسین بن منصور نے فرمایا عارف ایمان نہیں لاتا تاکہ کافر نہ بن جائے۔ (ایضاً ص ۷۶)۔

۲۳۔ کسی نے کہا اے حسین بن منصور! تو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے فرمایا

کہ افسوس ہے تجھ پر تو نے میری قدر کم کر دی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں تو پیغمبری دعویٰ کہتا ہے۔ (ص ۷۶ ایضاً)

۲۴۔ ابو العباس نے فرمایا سورج میرے حکم سے طلوع ہوتا ہے۔ (ایضاً ص ۷۸)۔

۲۵۔ ابو الحسن خرقانیؒ نے فرمایا صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا۔ (ایضاً ص ۷۸)۔

۲۶۔ فرمایا میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں۔ (ایضاً ص ۷۸)۔

۲۷۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک مرید بد اعتقاد ہو گیا آپ نے فرمایا میں نے تجھے ولایت سے برطرف کر دیا۔ اسی وقت اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا وہ چلا اٹھا کہ راحت میرے دل سے غائب ہو گئی وہ توبہ میں مشغول ہو گیا حضرت جنیدؒ نے کہا تو نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل کے اولیاء رازوں اور پوشیدہ باتوں سے بھی واقف ہوتے ہیں اور تو ان کے ضرب کی تاب نہیں لا سکے گا۔ پھر انہوں نے اس پر دم کیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔ (کشف المحجوب مترجم ص ۱۳۲)۔

۲۸۔ حضرت علی ہجویریؒ نے کئی بار بایزید کے مزار کی مجاورت کی۔ (کشف المحجوب)۔

۲۹۔ حضرت جنیدؒ یا اللہ کہتے ہوئے زمین کی مثل چل کر دجلہ نہر کو پار کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا ہوا چلا آ۔ چنانچہ وہ بھی دریا پر زمین کی مثل چلنے لگا بیچ دریا میں پہنچا تو شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔

اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا یہی کہہ یا جنید یا جنید۔ جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی؟ آپ یا اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟ فرمایا اے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے؟ (ملفوظات ص ۱۱۷ احمد رضا خاںؒ)۔

۳۰۔ ایک مرتبہ آپ کے وعظ کے دوران میں چالیس افراد میں سے ۲۲ پر غشی طاری ہو گئی اور ۱۸ انتقال کر گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۹۳)۔

۳۱۔ فرمایا میں ایک ٹانگ پر چالیس سال تک اپنے مرشد کے در پر کھڑا رہا ہوں۔ (ایضاً ص ۱۸)۔

۳۲۔ ایک ہندو لڑکا بے گناہ پھانسی چڑھ گیا، خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی دعا سے دوبارہ زندہ ہو گیا۔ یہ کرامت دیکھ کر ہزاروں ہندو مسلمان ہو گئے۔ (اسرار الاولیاء ص ۱۱۰۔ ملفوظات خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ مرتبہ خواجہ بدر اسحٰق)۔

۳۳۔ تین ابدال اڑتے ہوئے شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی خانقاہ پر سے گزرے۔ دو تو ادب سے دائیں بائیں ہٹ گئے۔ ایک نے عین اوپر سے گزرنا چاہا تو گر گیا اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے اور حالت خراب ہو گئی۔ (فوائد الفواد ص ۴۵ ملفوظات نظام الدین اولیاء مرتبہ خواجہ حسن دہلویؒ)۔

۳۴۔ شب معراج جب آنحضرت صلعم کی حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی تو امام غزالیؒ بھی حاضر ہو گئے۔ (امداد المشتاق، مصنفہ اشرف علی تھانویؒ ص ۹۲)۔

۳۵۔ خواجہ عثمان ہارونیؒ کی مہربانی سے معین الدین اجمیریؒ کو عرش، تحت الثریٰ، حجاب عظمت اور پھر دو انگلیوں کے درمیان ۱۸ ہزار عالم نظر آئے۔

(انیس الارواح ص ۴، ۵)۔

۳۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، علی بن ابی طالب، ابوذر غفاریؓ بذریعہ ہوائے سلیمانی ایک کمبل کے ساتھ اڑ کر اصحابِ کہف کو مسلمان بنا آئے۔ (فوائد الفواد ص ۲۰۹)۔

۳۷۔ شیخ مودود چشتیؒ اور ایک درویش مراقبہ میں خرقے کے اندر ہی اندر سے غائب ہو کر کوہ قاف کی سیر کر آئے۔ (دلیل العارفین ص ۸۵)۔

۳۸۔ جب خواجہ مودود چشتیؒ کو اشتیاقِ کعبہ غالب ہوتا تو فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو چشت میں پہنچادیں اور خواجہؒ کے آگے کر دیں۔ جب خواجہؒ اسے دیکھتے طواف کرتے نماز پڑھتے پھر فرشتے اس کو اس کے مقام پر پہنچا دیتے۔ (فوائد السالکین ص ۱۲۸، ملفوظات بختیار کاکی مرتبہ فرید الدین گنج شکرؒ)۔

۳۹۔ قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند مکہ پہنچے تو کعبہ معظمہ آپ کے استقبال کو آیا اور گلے ملا۔ (مشائخ نقشبندیہ ص ۲۱۳)۔

۴۰۔ شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا میں نے داروغہ جہنم سے دریافت کیا میرے مریدوں میں سے تمہارے پاس کوئی ہے؟ جواب دیا عزت پروردگار کی قسم کوئی بھی نہیں دیکھو میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر۔ اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا ہوا میں تو اچھا ہوں جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید بہشت میں نہیں چلے جائیں گے میں بارگاہِ الٰہی میں نہیں جاؤں گا۔ اور اگر مشرق میں میرے ایک مرید کا پردہ عفت کھل جاتا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً میں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔ (اخبار الاخیار مترجم مولانا سبحان محمود صاحب مصنفہ عبد الحق صاحب محدث دہلویؒ)۔

۴۱۔ آپ کی مجلس وعظ میں تمام اولیاء و انبیاء جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو زندہ نہیں تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ موجود ہوتے تھے۔ (ایضاً ص ۳۹)۔

۴۲۔ جب آپ منبر پر بیٹھ کر الحمد للہ کہتے تو روئے زمین کا ہر غائب و حاضر ولی خاموش ہو جاتا۔ (ایضاً ص ۳۸)۔

۴۳۔ انسانوں کے بھی پیر ہیں جنات اور فرشتوں کے بھی لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں۔ (ایضاً ص ۴۱)۔

جب بھی اللہ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو۔ (ایضاً ص ۴۹)۔

۴۵۔ جب میں تم سے کوئی بات کہوں تو تم پر اس کی تصدیق ضروری ہے...... میری تکذیب تمہارے لئے زہر قاتل ہے۔ (ایضاً ص ۴۲)۔

جس نے واصل باللہ ہونے کے لئے عبادت کا ارادہ کیا پس اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔

۴۶۔ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ (ایضاً ص ۸۱)۔

۴۷۔ آپ کے بارے میں عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :

باذن الٰہی حوادث زمانہ کا تصرف و انقلاب مارنے اور زندہ کرنے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا، مریضوں کی صحت، بیماروں کی شفا، طی زمان و مکان، زمین و آسمان پر اجرائے حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کرنا، غیب کی اشیاء کا منگانا، ماضی مستقبل کی باتوں کا بتلانا اور اس طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر

ظاہر ہوں۔(اخبار الاخیار ص ۴۵)۔

۴۸۔ آپ کی کرامت سے بارہ برس بعد ڈوبی ہوئی کشتی مع اسباب اور گھوڑے، اونٹ، چھکڑے (براتی) دولہا اور دلہن بعافیت تمام اسی مقام سے کہ جہاں وہ کشتی ڈوبی تھی باہر نکل آئی۔ (زندہ اور نادرہ کرامات۔ (شائع کردہ بزم احناف مسجد غوثیہ کوچہ غوثیہ لاہور۔ ماخوذ سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار۔ حوالہ خلاصۃ القادریہ من تصنیف شیخ شہاب الدین سہروردیؒ)۔

۴۹۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ نے امتحان کی غرض سے مرید کو یہ کلمہ پڑھایا چشتی رسول اللہ۔(فوائد السالکین ص ۱۲۷)۔

۵۰۔ آپ ہر شب خانہ کعبہ کے طواف کو جاتے رات بھر وہیں رہتے فجر سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جاتے۔ (ایضاً)

۵۱۔ رابعہ بصریہؒ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھتی تھیں دورانِ حج میں ان کی دعا سے ایک گدھا زندہ ہو گیا۔(تذکرۃ الاولیاء ص ۴۳)۔

۵۲۔ بصرہ کے جنگل سے کروٹ کے بل لڑھکتے ہوئے سات سال میں عرفات پہنچیں۔(ایضاً ص ۴۴)۔

۵۳۔ فرمایا: مخلوق سے طلب کرنا درکنار اپنے مالک حقیقی سے کبھی کچھ نہیں مانگا۔ (ایضاً ص ۵۲)۔

۵۴۔ ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا ایک مرتبہ میں کثیف کپڑوں اور بڑھے ہوئے بالوں کی حالت میں کشتی پر سوار ہو گیا اور اہلِ کشتی میرا مذاق اڑانے لگے حتیٰ کہ ایک مسخرہ بار بار میرے بال نوچتا اور گھونسے مارتا چنانچہ اس وقت مجھے اپنے نفس کی رسوائی پر بے حد مسرت ہوئی۔ (ایضاً ص ۶۷)۔

ایک مرتبہ لوگوں نے زدوکوب کر کے مسجد کی سیڑھیوں پر سے نیچے پھینک دیا اور ہر ہر سیڑھی پر جب سر میں چوٹ لگتی تو میرے لوپر اسرار و رموز آشکار ہوتے جاتے۔ (ایضاً)۔

۵۵۔ آپ کی کرامت سے پہاڑ چلنے لگا۔ (ایضاً ص ۷۵)۔

۵۶۔ بشر حافیؒ نے مُردوں کو لڑتے دیکھا جو سورۂ اخلاص کے ثواب کی تقسیم پر جھگڑ رہے تھے۔ (ایضاً ص ۷۴)۔

۵۷۔ امام شافعیؒ نے پانی کے اوپر مصلیٰ بچھا کر فرمایا یہاں آکر مناظرہ کرو۔ (ایضاً ص ۱۳۰)۔

۵۷۔ سہل بن عبداللہ تستری سطح آب پر چلتے تو قدم کبھی تر نہ ہوتے۔ (ایضاً ص ۱۵۳)۔

۵۹۔ کبھی چالیس شبانہ روز کے بعد صرف ایک بادام کھالیا۔ (ایضاً ص ۱۵۲)۔

۶۰۔ سری سقطیؒ نے فرمایا محشر میں امتوں کو انبیاء کرام کی جانب سے ندا دی جائے گی لیکن اولیائے کرام کو خدا کی جانب سے پکارا جائے گا۔ (ایضاً ص ۱۶۳)۔

۶۱۔ ابو تراب نخشبیؒ نے فرمایا مجھے خدا سے بھی حاجت نہیں۔ (ایضاً ص ۱۷۰)۔

۶۲۔ ابو حفص حداد نے کہا تیس برس قبل ایک حدیث سنی تھی۔ اور آج تک اس پر مکمل عمل نہیں کر سکا پھر مزید حدیث سن کر کیا کروں گا؟ (ایضاً ص ۱۸۲)۔

۶۳۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اگر آج تو نے مجھے کچھ عنایت نہ کیا تو کعبہ کی تمام قندیلیں اس پتھر سے توڑ دوں گا۔ (ایضاً ص ۱۸۴)۔

۶۴۔ عمرو بن عثمان مکی نے کہا فرشتوں نے اس لئے سجدہ کیا کہ وہ تخلیق آدم کے بھید سے واقف نہیں تھے اور ابلیس نے واقف اسرار ہونے کی وجہ سے سجدہ سے

انکار کیا۔ (ایضاً ص ۲۰۲)۔

۶۵۔ ابو سعید خزاز نے کہا ایک مرتبہ خواب میں حضور اکرمؐ نے سوال کیا کیا تو مجھے دوست رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ ہی کی دوستی میرے قلب میں اس طرح سرایت کئے ہوئے ہے کہ دوسرے کے لئے جگہ نہیں۔ (ایضاً ص ۲۰۴)۔

۶۶۔ عبداللہ خفیف نے وقتاً فوقتاً چار سو نکاح کئے۔ (ایضاً ۲۴۸)۔

۶۷۔ حسین بن منصور نے کہا پچاس برس میں ایک ہزار سال کی نمازیں ادا کر چکا ہوں اور ہر نماز کے لئے غسل ضروری تصور کیا۔ (ایضاً ص ۲۵۴)۔

۶۸۔ آپ کعبہ کے پاس ننگے سر برہنہ جسم مکمل ایک سال تک کھڑے رہے۔ (ایضاً)۔

۶۹۔ آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے تہبند میں ایک بچھو نے رہنے کی جگہ بنالی تھی۔ (ایضاً ص ۲۵۵)۔

۷۰۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام بھی برحق اور فرعون بھی سچا تھا۔ (ایضاً)۔

۷۱۔ عبداللہ طوسیٰ کہتے ہیں کہ روزِ محشر منصور کو اس لئے زنجیروں میں جکڑ کر پیش کیا جائے گا کہ کہیں میدانِ حشر زیروزبر نہ ہو جائے۔ (ایضاً ۲۵۹)۔

۷۲۔ ابو بکر واسطیؒ نے کہا معلوم ہوا طریقت شیطان ہی سے سیکھنی چاہئیے جس نے نہ تو اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے سر جھکایا اور نہ عالم کی ملامت قبول کر کے اس راستہ پر گامزن ہوا اس سے معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں جوان مرد وہی نکلا۔ (ایضاً ص ۲۳۶)۔

۷۳۔ ابوالحسن خرقانیؒ نے کہا حدیث تو میں نے خود حضورؐ سے پڑھی ہے۔ (ایضاً

ص ۲۸۴)۔

۷۴۔ ابو سعیدؒ اور ابو الحسنؒ نے باہم اپنے (مزاج) قبض وبسط کے احوال تبدیل کر لئے۔(ایضاً ص ۲۸۵)۔

۷۵۔ ابو الحسنؒ نے ابو سعیدؒ سے کہا آج میں نے تمہیں موجودہ دَور کا ولی مقرر کر دیا۔(ایضاً)۔

۷۶۔ ابو الحسنؒ نے محمود غزنویؒ سے کہا اطیعوا اللہ میں ایسا غرق ہوں کہ اطیعوا الرسول میں بھی ندامت محسوس کرتا ہوں۔(ایضاً ص ۲۸۷)۔

۷۷۔ ایک دن کوئی صوفی ہوا میں پرواز کرتا ہوا آپ کے سامنے آکر اترا اور زمین پر پاؤں مار کر کہنے لگا کہ میں اپنے دَور کا جنیدؒ اور شبلیؒ ہوں آپ نے بھی کھڑے ہو کر پاؤں مارتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی خدائے وقت اور مصطفائے وقت ہوں۔ (ایضاً ص ۲۸۹)۔

۷۸۔ فرمایا میں اگر چاہوں تو ایک اشارے میں آسمان پکڑ کر کھینچ لوں۔(ایضاً ۲۹۱)۔

۷۹۔ فرمایا میں چالیس قدم چلا جس میں ایک قدم عرش سے تحت الثریٰ تک تھا اور باقی قدموں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔(ایضاً ص ۲۹۶)۔

۸۰۔ فرمایا روزِ محشر جب حضور اکرمؐ مخلوق کے معائنہ کے لئے جنت میں تشریف لے جائے گے تو ایک جماعت کو دیکھ کر سوال کریں گے یہ لوگ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچ گئے ؟ کیونکہ فانی اللہ ہونے والی جماعت کو ایسی راہوں سے جنت میں پہنچائے گا کہ کوئی انہیں دیکھ نہیں سکے گا فرمایا اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے ایک ہزار منزلیں ہیں جن میں سب سے پہلی منزل کرامت ہے۔ (ایضاً

ص ۳۰۰)۔

۸۱۔ شبلیؒ نے کہا عارف کی شان یہ ہے کبھی تو اپنے جسم پر مچھر بیٹھنے نہیں دیتا اور کبھی پلکوں پر ساتوں افلاک اور زمینوں کو اٹھا لیتا ہے۔ (ایضاً ص ۳۱۷)۔

۸۲۔ ابو العباسؒ قصاب نے کہا محشر میں تمام پرچموں سے زیادہ بلند پرچم میرا ہوگا اور جب تک حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک میرے پرچم تلے نہیں آجائیں گے، میں باز نہیں آؤں گا۔ (ایضاً ۳۲۳)۔

۸۳۔ ابراہیم بن احمد خواصؒ نے کہا حضرت خضر مرغ کی طرح اڑ کر میرے پاس تشریف لائے میں نے توکل کی حفاظت نے انہیں سلام تک نہ کیا۔ (ایضاً ۳۲۶)۔

۸۴۔ ابو علی دقاقؒ نے بے حد اصرار کے بعد منبر پر دائیں جانب اللہ اکبر بائیں جانب واللہ خیر و ابقیٰ اور قبلہ رو رضوان من اللہ اکبر کہا بہت سے لوگ جاں حق ہو گئے۔ (ایضاً ص ۲۴۱)۔

۸۵۔ اکبر بادشاہ کی قسمت میں اولاد نہیں تھی شیخ سلیم چشتیؒ نے اپنی بیوی کا حمل بذریعہ کرامت اکبر کی بیوی کے پیٹ میں منتقل کر دیا تو جہانگیر پیدا ہوا۔ (تذکرۃ اولیائے پاک و ہند ص ۲۴۹)۔

۸۶۔ درس و تدریس چھوڑ کر بو علی قلندر ۱۲ سال تک پانی میں کھڑے رہے پنڈلیوں کا گوشت مچھلیاں کھا گئیں۔ (ایضاً ص ۱۰۶)۔

۸۷۔ بو علی قلندر شیر بھی بن جاتے تھے۔ (ایضاً ص ۱۱۳)۔

۸۸۔ خواجہ شمس الدین ترک نے اپنے سید ہونے کا ثبوت یہ پیش کیا کہ سید کا بال آگ میں نہیں جلتا اور پھر آگ میں کود گئے۔ (ایضاً ص ۹۴)۔

۸۹۔ شیخ جلال الدین نے حجرہ پر تھوکا اور وہ سونے کا بن گیا۔ (ایضاً ۱۴۳)۔

۹۰۔ جلال الدین بخاریؒ نے اپنے چار سالہ بچے کو نماز میں خلل اندازی کی وجہ سے بذریعہ کرامت مار ڈالا۔ (ایضاً ۱۴۵)۔

۹۱۔ علاؤالدین صابرؒ نے اپنی بیوی دختر فرید الدین گنج شکر کو ذریعہ کرامت جلا دیا۔ (ایضاً ص ۸۷)۔

۹۲۔ شاہ بدیع الدین مدار سے مٹھی خاک لے کر دریا میں ڈالی گئی ڈوبی ہوئی کشتی برآمد ہو گئی۔ (ایضاً ص ۱۸۹)۔

۹۳۔ عبدالعزیزؒ دباغ نے احمد سلجماسی سے کہا رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے ہمبستری کی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی پلنگ اور بھی تھا؟ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا۔ (ملفوظات احمد رضا خاں ص ۱۶۹)۔

۹۴۔ ایک خضر وقت نے ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں پورے قافلے کو آٹھ دن کے لئے ایک شہر کی سیر کرائی۔

۹۵۔ پھر بہادر گڑھ کی ایک مسجد میں گدھی سے مصروف بھی ہوئے پھر اپنا لنگوٹ دھلوانے کے لئے میر اعظم علی شاہ کو دیا شہر میں آدھی رات تھی اور باہر دوپہر لگی ہوئی تھی۔ (تذکرہ غوثیہ حوالہ الانسان فی القرآن مصنفہ نو الحسن کیایا نوالہ ص ۲۵۳)۔

۹۶۔ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے ایک جوگی سے مقابلہ کیا جوگی پانی بن گیا مگر وہ پانی بدبودار تھا پھر یہ پانی بن گئے اور یہ پانی خوشبودار تھا فرمایا یہ کفر و اسلام کا فرق ہے۔ وہ مع چیلوں کے مسلمان ہو گیا آپ نے اسے صاحبِ ولایت مقرر کر کے کہیں بھیج

دیا۔(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند جنوری ۱۹۶۰ء)۔

۹۷۔ عبداللہ شاہؒ قریشی نے بکری مار کر دوبارہ زندہ کر دی۔ (ایضاً جنوری ۱۹۵۸ء)۔

۹۸۔ایک بزرگ نے اپنے مرید سے کہا حضورؐ کو میرا اسلام کہنا۔ حضورؐ نے جواب دیا اپنے بدعتی پیر کو ہمارا بھی سلام کہنا یہ پیغام سن کر پیر صاحب خوشی سے ناچنے لگے۔ (ماہنامہ البلاغ ص ۱۰۰ بابت ماہ ماہِ صفر ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء زیر سرپرستی مفتی محمد شفیع)۔

۹۹۔یوسف بنوری صاحب نے اپنے والد مولانا محمد زکریا کے بارے میں لکھا کہ انہوں نے امام بخاری سے خواب میں پوری صحیح بخاری پڑھ کر اجازت لی اور حافظ بدرالدین عینیؒ سے عمدۃ القاری اور ابن حجر عسقلانیؒ سے فتح الباری پڑھ کر اجازت لی ہے۔(البینات اگست ۱۹۷۵ء)۔

کرامات یا خرافات :۔ یہ چند جھلکیاں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ظاہر ہے کہ صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے نزدیک ان کی حیثیت خرافات سے بڑھ کر نہیں۔ مذکورہ اولیائے کرام اگر واقعی بزرگ تھے تو پھر ان سے منسوب یہ باتیں صحیح نہیں اور اگر یہ باتیں صحیح ہیں تو پھر ان کی بزرگی مشتبہ ہے۔

بدنامی کے ذمہ دار :۔ جو لوگ ان باتوں کو کرامات سمجھتے ہیں اور ان کرامات سمیت مسلمانوں کو ان کی بزرگی منوانے پر مصر ہیں در حقیقت یہی لوگ ان کی بدنامی کا باعث ہیں۔ حوالہ جات مذکورہ کی وجہ سے اگر کوئی شخص بزرگوں کی شان میں گستاخی کر بیٹھے تو بہت حد تک اس کی ذمہ داری انہی اندھے مریدوں پر

عائد ہوتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب :۔ کراچی میں ایک صاحب ہوئے ہیں جو اپنے آپ کو ایکس کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی لکھا کرتے تھے معلوم نہیں کسی جسمانی مریض کو ان سے شفا حاصل ہوئی یا نہیں البتہ مذہبی طور پر انہوں نے کئی ایک کو متعدی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ اب فوت ہو گئے ہیں۔ اگر ائمہ دین اور اساطین اسلام کو مشرک کہنے اور مرے ہوؤں کی ہڈیاں اکھاڑ اکھاڑ کر ان پر کفر و شرک کے فتوے لگانے سے کسی کا اسلام سلامت رہ سکتا ہے تو بندہ ان کی مغفرت کے لئے دعا گو ہے۔

آرہ مشین :۔ ایسے معلوم ہوتا ہے عثمانی صاحب کا اپنا کوئی مثبت مذہب نہیں بس ایک منفی سا طریق کار ہے۔ اللہ والوں کی عزت و آبرو کو چیرنے کے لئے (معاذ اللہ) ایک آرہ مشین لگا رکھی ہے جس سے مشرک، مشرک، مشرک کی آواز پیدا ہوتی رہتی ہے۔ ان کا ایک ہی کام ہے۔ پرانے حوالوں کی فوٹو اسٹیٹس چھاپیں اور فتویٰ جڑ دیا۔ یہی ان کا حربہ ہے، یہی ان کی تبلیغ ہے، یہی ان کا مشن ہے، یہی ان کا وظیفہ ہے اور یہی ان کے مذہب کا تانا بانا ہے۔ حالانکہ جو لوگ فوت ہو گئے ان کا معاملہ رب العزت کی عدالت میں پہنچ گیا، ہمیں اپنی توحید ثابت کرنے کے لئے انہیں جہنم واصل کرنے کی ضرورت نہیں۔

تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون ۔ (بقرہ: ۱۴۱)

"یہ امت گزر گئی اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم نے

کمایا اور تم نہیں پوچھے جاؤ گے اس سے جو وہ کرتے تھے"۔

پچھلے کھاتے :۔ جس طرح فوت شدگان کی نیکیاں ہمارے کام نہیں آ سکتیں اسی طرح ان کی برائیوں سے بھی ہمیں کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ مرحومین کے "کفروشرک" پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھنا کم عقلی ہے اور اس حماقت پر جوتے کھانے کو راہِ توحید میں مار کھانے کے مترادف سمجھنا کم عقلی و بے وقوفی کی انتہا ہے۔

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا۔ ما بال القرون الاولی؟ پہلے لوگوں کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے پچھلے کھاتے نہیں کھولے تھے بلکہ فرمایا:

علمها عند ربي في كتاب لا يضل ربي ولا ينسى (طٰهٰ : ٥٢)

"اس بات کا علم میرے رب کے پاس ہے، میرا رب نہ چوکتا ہے اور نہ بھولتا ہے"۔

نباشی :۔ عثمانی صاحب کو کوئی مجبوری نہ تھی نہ جانے انہیں بیٹھے بٹھائے یہ شغل اختیار کرنے کی کیا سوجھی۔ گڑھے مُردے اکھاڑنے شروع کر دیئے۔ یہ ایک قسم کی نباشی ہی تو ہے۔ وقت کا اس سے بہتر مصرف نکل سکتا تھا کیا ہی اچھا ہوتا اس کی بجائے اگر وہ کراچی میں سمندر کے کنارے مچھلیاں پکڑتے یا گھونگھے اور سیپیاں جمع کرتے رہتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه ۔ (مؤطا)۔

"اچھا مسلمان وہ ہے جو بے مقصد کام نہ کرے"۔

نیز فرمایا: ان بعدھم قوما یشھدون ولا یستشھدون (صحیحین)۔

"بعد میں ایسے لوگ آئیں گے جو بلا طلب گواہی دیں گے"۔

احبار و رہبان:۔ عثمانی صاحب نے توحید خالص کے نام سے دو حصوں میں کتاب لکھی۔ حصہ اوّل میں صوفیا کا ذکر ہے اور دوم میں ائمہ دین کا۔ اپنے خیال کے مطابق انہوں نے پہلے حصہ میں رہبان کا اور دوسرے حصہ میں احبار کا ذکر کیا ہے۔ عثمانیوں کے علم میں یہ بات آنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے غالباً تین مقامات پر قرآن مجید میں احبار و رہبان کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک مقام پر یہ کہ لوگوں نے انہیں رب بنا لیا۔ (توبہ: ۳۱) دوسرے مقام پر یہ کہ بہت سے (سب نہیں) احبار و رہبان باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔ (توبہ: ۳۴) تیسرے مقام پر یہ کہ مسلمانوں سے عیسائیوں کی محبت کی وجہ یہ ہے کہ ان میں قسیس و رہبان موجود ہیں۔ (مائدہ: ۸۲)۔ پہلی آیت میں احبار و رہبان بے قصور ہیں۔ دوسری آیت میں احبار و رہبان کی جو برائیاں بیان ہوئی ہیں اسے عثمانی صاحب نے بیان نہیں کیا اور تیسری آیت میں ان کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اب نہ جانے عثمانی صاحب نے اپنی کتاب میں مذکور صوفیا اور علماء کو احبار و رہبان سے کس طرح تشبیہ دے ڈالی۔

بریلوی سازش:۔ عثمانی مذہب کا دارومدار غیر مستند حوالوں پر ہے بالخصوص صوفیائے کرام کے بارے میں یہ حوالے وحی ربانی نہیں غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ ما انزل اللہ کے سوا کسی کتاب کے بارے میں حفاظت کی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ (الحجر: ۹)

اللہ جانے یہ اوٹ پٹانگ باتیں ان سے سرزد ہوئی بھی ہیں یا نہیں یا خواہ مخواہ ان کے ذمے تھوپ دی گئی ہیں، مریدانِ بے صفا نے لکھ دیں اور ماننے والوں نے مان لیں۔ اور حضراتِ صوفیا کرام کو اہلِ شرع کی نگاہ میں بے آبرو کرا کے رکھ دیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص اتنی گھٹیا حرکتیں کرنے والا اور کھلم کھلا شریعت کی خلاف ورزیاں کرنے والا ہو پھر سارا عالمِ اسلام اسے بزرگ بھی تسلیم کر لے۔ کسی زمانے کے مسلمانوں کا مجموعی ذوق اتنا گرا ہوا نہیں ہو سکتا۔ جب یہ باتیں ہمیں کھٹکتی ہیں تو انہیں بھی کھٹکنی چاہئیے تھیں۔ ہم ان سے زیادہ دانا نہیں ہیں میں بریلویت کو بزرگانِ دین کے خلاف سازش تصور کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنے غیر شرعی کاموں کو سندِ جواز دینے کے لئے ان پاکباز لوگوں کے نام کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔

انہوں نے تو حماقت کی مگر ان کا لٹریچر پڑھ کر اہلِ علم کو تو نادان نہیں بن جانا چاہئیے اور انہیں بزرگانِ دین سے بدظن نہیں ہو جانا چاہئیے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہزاروں لوگ ان سے متاثر ہو کر اسلام قبول کریں اور ان کی اپنی زندگی اسلام سے یکسر متصادم اور کافرانہ ہو۔ ورنہ پھر نوواردوں کے لئے اسلام میں کیا کشش باقی رہ جاتی ہے۔ یعنی آنے والے اگر یہ محسوس کریں کہ شرک میں اور اُس اسلام میں جو ان کے سامنے پیش کیا جارہا ہے کوئی فرق نہیں تو اسلام کو قبول کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی۔ اسلام معبودوں کی تبدیلی کا نام نہیں ہے۔

غلط لوگ :۔ بیشک تصوف کی تاریخ میں ایسی شخصیات کے نام بھی ملتے ہیں

جن کے نظریات واقعی اسلام کے لئے اجنبی تھے، سادھوانہ تھے، راہبانہ تھے، مشرکانہ بلکہ شریکانہ تھے اور وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود اور حلول پر مبنی تھے۔ جیسے شبلی، ابن العربی، حسین بن منصور حلاج وغیرہ۔ مگر یہ لوگ اپنے وقت میں ہی بدنام ہو گئے۔ اچھے لوگوں نے انہیں پسند نہیں کیا ان کا سختی سے نوٹس لیا گیا۔ آئمہ ہدیٰ نے ان کی پرزور تردید فرمائی۔ حافظ ابن تیمیہ" کی کتابیں اس پر شاہد عدل ہیں۔ مثلاً الحجج النقلية والعقلية فيما ينافى الاسلام من بدع الجهمية والصوفيه۔

حلاج کو تختہ دار پر بھی چڑھایا گیا۔ ستم یہ ہے کہ بریلوی ذہن کے حاملین نے ایسے آوارہ مزاج متصوفین کو بھی اپنے دل میں جگہ دی ہے اور انہیں بلند مقام عطا کر دیا ہے جس سے صحیح بزرگوں کے بارے میں بھی بے اعتباری پیدا ہو گئی۔

ننگے شاہ :۔ آنکھوں دیکھا ظلم یہ ہے کہ فی زمانہ بھی بعض ایسے نام نہاد انسان جو شرفا کی مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہوتے انہیں پیر طریقت کے روپ میں پیش کر دیا جاتا ہے جس سے ایک عام آدمی یہ قیاس کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جب اس قسم کے نالائقوں کو مرنے کے بعد اتنے ڈھیر سارے القاب مل جاتے ہیں اور ان کا اتنا بڑا مزار بن جاتا ہے اور پھر شہر کے ممتاز خطیب انہیں خراجِ عقیدت ادا کرنے آتے ہیں تو شاید پرانے زمانے کے لوگ بھی اس قماش کے لوگ ہوتے ہوں گے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ کم از کم اہلِ علم کو ایسا نہیں سوچنا چاہیے۔ انہیں نیک وبد کی تمیز کرنی چاہیے کجا شیخ عبدالقادر جیلانی"، اور کجا گوجرانوالہ کی سوغات بابا ننگے شاہ۔ جب کہ آج بھی اس کے شاہد موجود ہیں یہ

کوئٹہ کے زلزلہ زدگان میں سے تھا اور دماغی توازن کھو بیٹھا تھا بالآخر اسے اپنے جسم کی بھی ہوش نہ رہی جسے مرنے کے بعد ولی بنا دیا گیا۔ حالانکہ نہ جانے وہ مسلمان بھی تھا یا نہیں۔

غلط پروپیگنڈا:۔ کسے معلوم نہیں کہ بزرگوں کی موت کے بعد افسانہ نویسی پرانی ریت ہے اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى ابن مريم (بخاری)

"جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریمؑ کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا تم میرے بارے میں ایسی مبالغہ آمیزی نہ کرنا"۔ عیسائیوں نے اگر عیسیٰ علیہ اسلام کی تعریف میں مبالغہ کر دیا اور زمین آسمان کے قلابے ملا ڈالے تو اس میں عیسیٰ علیہ السلام کا کیا قصور، روزِ قیامت وہ کتنا حقیقت افروز جواب دیں گے کہ:

ما قلت لهم إلا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربي و ربكم۔ (مائدہ: ۱۱۷)۔

"میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ عبادت کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا"۔

شیعہ نے اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت کچھ لکھ دیا ہے تو وہ کیا کریں بائبل میں کئی پیغمبروں کے بارے میں توہین آمیز کلمات لکھے گئے ہیں۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کو معاذ اللہ زانی ثابت کیا گیا ہے تو کیا ہم یہ سب کچھ مانتے چلے جائیں گے اور محض ان حوالوں کی بناء پر ان عظیم شخصیتوں کے متعلق بُری رائے قائم کرلیں گے؟

ایک زمانے میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کو جادوگر مشہور کر دیا گیا تھا جس کی تردید اللہ تعالیٰ کو قرآن مجید میں کرنا پڑی کہ :

وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر ۔ (بقرہ : ١٠٢)

کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہے کہنے والوں نے تو خود نبی ﷺ کے بارے میں بہت کچھ کہہ دیا ہے سینکڑوں نہیں ہزاروں موضوع روایتیں ادھر ادھر کتابوں میں بکھری پڑی ہیں تو کیا ہم انہیں صحیح تسلیم کر کے نبی ﷺ کے بارے میں بھی سوء ظن قائم کرلیں گے ؟

یہ محدثین کا ہم پر احسان ہے کہ انہوں نے فن اسماء الرجال کو کام میں لاکر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ الگ کر دیا ہے۔ علم اصول حدیث کی روشنی میں اب الحمد للہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، یہ ضعیف اور مشکوک ہے اور یہ موضوع ہے۔

نا انصافی :۔ خود عثمانی صاحب اپنے مطلب کے خلاف پڑنے والی حدیثوں کی اسناد پر پوری طرح جرح فرماتے ہیں۔ اولیائے کرام کے بارے میں بے سند حوالوں پر نہ جانے کیوں آنکھیں بند کر کے ایمان لے آتے ہیں اسے نا انصافی اور اولیائے دشمنی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

داستان امیر حمزہ :۔ ایک معمولی مثال لیجئے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے حالات میں حضرت علی ہجویریؒ لکھتے ہیں کہ مرشد جس حال میں بھی ہو اپنے مریدوں کے حال سے باخبر ہوتے ہیں۔ (کشف المحجوب : ص ١٣١)۔

عرض ہے کہ یہی ایک بات جھوٹ اور سچ کا فیصلہ کر دینے کے لئے کافی ہے۔ میں نہیں سمجھتا حضرت علی ہجویریؒ جیسے عظیم بزرگ کے قلم سے اتنا سفید جھوٹ بھی نکل سکتا ہے۔ ایسا جھوٹ جو فوراً پکڑا جا سکے کوئی احمق ہی بول سکتا ہے۔ پوری دنیا کے سجادہ نشین اور مرشد اکٹھے ہو کے آجائیں انشاء اللہ وہ اس ٹیسٹ میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ جب یہ بات صریحاً جھوٹ ہے تو ان کتابوں میں بیان ہونے والی باقی کرامتوں کا بھی کیا بھروسہ ہے۔ لازماً تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کتابوں کی حیثیت داستانِ امیر حمزہ یا قصہ یوسفؑ وزلیخا سے زیادہ نہیں ہے۔ عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے غور کیا جائے تو اسی ایک نکتہ سے عثمانیت کی صف بھی لپٹ جاتی ہے اور بریلویت کا بھی بولورام ہو جاتا ہے۔

یہ قلندرانہ باتیں :۔ کتابوں میں درج شدہ ان قلندرانہ باتوں اور کراماتی داستانوں میں دراصل انبیائے کرام کے معجزات کی بھونڈی نقل اتاری گئی ہے اور بڑی مکاری کے ساتھ ان کا بے ہودہ مذاق اڑایا گیا ہے۔ یہ داستان گو حضرات کی دماغی اختراعات ہیں یہ سوداگران کتب کی شرارتیں ہیں یہ مُردہ فروشوں کی خباثتیں ہیں۔ حقائق سے ان کا دُور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ آج کسی کا بیان اخبار میں چھپے۔ قابل اعتراض ہونے کی صورت میں اگلے روز اس کی تردید آجاتی ہے۔ سینکڑوں برس پُرانی اور قابل اعتراض باتوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ معاف رکھنا جس طرح گلی کوچوں میں گھوم پھر کر بچوں کو راضی کرنے والے مداری انسانوں جیسی حرکات بندروں سے کرواتے ہیں اسی طرح جہلاء کو خوش کرنے کے لئے یہ کرامات کے لکھاری نبیوں کے معجزات کی نقل فرضی کرداروں سے اترواتے ہیں

اور نام بزرگوں کا لیتے ہیں۔ حالانکہ بزرگوں کے فرشتوں کو بھی ان باتوں کی خبر نہیں۔ بلکہ نقل کے لئے بھی کچھ عقل چاہیئے ایسی نقلیں کرتے ہیں جو تصور میں بھی نہیں آسکتیں معجزات کو بھی مات کر رکھا ہے کیا کوئی شریف آدمی ایک سیکنڈ کے لئے بھی مان سکتا ہے کہ خانہ کعبہ اپنی جگہ سے اکھڑ کر لوگوں کا طواف کرتا پھرتا ہے۔ سرد آہ کھینچ کر دوزخ کی حرارت کو زائل کر دیتا۔ پیغمبروں کی صفات کو تجلیات کہنا، اپنے جھنڈے کو نبی ﷺ کے جھنڈے سے بلند کہنا، چالیس سال تک ایک ٹانگ پر کھڑے رہنا، مُردوں کو زندہ کر دینا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا، پانی بن جانا، شیر بن جانا، آگ میں نہ جلنا، غائب ہو جانا، روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھنا، ایصالِ ثواب پر مُردوں کو لڑتے دیکھنا، ابلیس اور فرعون کو حق پر سمجھنا، چالیس برس تک ایک لمحہ کے لئے بھی آرام نہ کرنا، اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا، ایک اشارے سے آسمان پکڑ کر کھینچ سکنا، دو انگلیوں کے درمیان اٹھارہ ہزار عالم دیکھنا، ایک قدم چل کر عرش سے تحت الثریٰ تک پہنچنا، پلکوں پر زمین اور سات افلاک اٹھا لینا، ایک عورت کا حمل دوسری عورت کے پیٹ میں منتقل کر دینا، بارہ سال پانی میں کھڑا رہنا، بارہ سال بعد ڈوبی کشتی کو مع سواریوں کے زندہ تیرا دینا، سونا بنا دینا، بیوی بچے کو مار دینا، چالیس روز بعد صرف ایک بادام کھانا، مسجد میں گدھی سے مصروف ہونا، اندرون شہر آدھی رات اور بیرون شہر دوپہر کا ہونا، خواب میں مرحوم مصنفین سے ان کی ضخیم کتب کا پڑھنا، عقل انسانی میں آنے والی باتیں نہیں۔

اگر کسی کو ان باتوں کی صداقت پر اصرار ہو تو کتابوں کے حوالے دینے اور بحث و تکرار کرنے کی بجائے موجودہ پیرانِ طریقت کو کراماتی تجربات کی

لیبارٹری میں سے گزارنا چاہیئے۔ اگر وہ پورے اتر آئیں تو اُمت کا بہت بڑا اختلاف دُور ہو سکتا ہے مثلاً وہ کعبہ کو بلا کر، پانی بن کر، پانی پر چل کر، ہوا میں اڑ کر، آگ میں جل کر، شیر بن کر، غائب ہو کر، اور مُردہ کو زندہ کر کے دکھلائیں۔ نبوت ختم ہو گئی ہے ولایت تو ختم نہیں ہو گئی۔

دو غلی پالیسی :۔ میں عثمانی صاحب پر حیران ہوں کہ ایک طرف خود انہیں یہ باتیں ناممکن اور انہونی لگتی ہیں پھر انہیں صحیح بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر اس دوغلی پالیسی کا مطلب کیا ہے ؟ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کیا اولیائے کرام واقعی اتنی طاقتوں کے مالک تھے ؟ اگر تھے تو پھر مانو اور اگر نہیں تھے اور یقیناً نہیں تھے تو ظاہر ہے کہ بعد کے لوگوں نے یہ عجیب و غریب قصے وضع کر ڈالے ہیں۔ پیغمبروں کے نام سے غلط باتیں منسوب ہو سکتی ہیں تو اولیائے کرام سے کیوں منسوب نہیں ہو سکتیں ؟

افراط و تفریط :۔ بزرگوں کے بارے میں جو غیر بزرگانہ حوالے پائے جاتے ہیں ان کے متعلق ہمارا رویہ نہ تو امنّا و صدقنا ہونا چاہیئے نہ آمنا و کذبنا ہونا چاہیئے یعنی نہ تو ان پر ایمان لا کر عمل کریں اور نہ انہیں صحیح تسلیم کر کے بزرگوں کے دشمن بن جائیں بلکہ یہ کہنا چاہیئے : "یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی"۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ بریلویوں کے نزدیک یہ طلسماتی حوالے بھی صحیح ہیں اور بزرگ بھی صحیح ہیں بلکہ بہت اونچی شے ہیں۔ عثمانیوں کے نزدیک حوالے صحیح ہیں بزرگ غلط ہیں، ہمارے نزدیک حوالے غلط ہیں بزرگ صحیح ہیں یا یوں سمجھ لیجئے قبوریوں نے بزرگوں کو خدا مانا، عثمانیوں نے بزرگوں کو بزرگ بھی نہ مانا

بلکہ مشرک مانا اور ہم نے بزرگوں کو صرف بزرگ مانا جیسا کہ وہ فی الواقع ہیں۔
اس کی مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دی جاسکتی ہے۔ عیسائیوں نے انہیں اللہ کا بیٹا کہا، یہودیوں نے ولد الحرام کہا اور مسلمانوں نے پیغمبر کہا۔ اسی طرح اولیاء کے بارے میں بھی افراط و تفریط مناسب نہیں۔

انہیں اگر معبود نہیں سمجھنا چاہئیے تو مشرک بھی نہیں سمجھنا چاہئیے۔
قرآن پاک سے ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ :

انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم ۔ (الانبیاء : ۹۸)

"تم اور تمہارے معبود جہنم کا ایندھن ہیں"۔

لیکن پرستش چونکہ اچھے لوگوں کی بھی کی جاتی ہے اس لئے ان کے بارے میں فرمادیا :

ان الذین سبقت لهم من الحسنی اولئك عنها مبعدون ۔ (۱۰۱)

"نیک لوگ اس سے دور رکھے جائیں گے"۔

یہ بھی حوالے ہیں :۔ مسلمانوں میں سب سے زیادہ پوجے جانے والے شیخ عبدالقادر جیلانی" ہیں اور عثمانی صاحب کو بزرگوں کے بارے میں جو سب سے بڑی شکایت ہے وہ ان کا نظریہ وحدۃ الوجود ہے۔ شیخ جیلانی غنیۃ الطالبین (مترجم) میں فرماتے ہیں :

ولا یجوز وصفه بانه في کل مکان بل یقال انه في السماء علی العرش ۔ (باب معرفۃ الصانع : ص ۱۲٦)

"یہ کہنا جائز نہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ وہ آسمانوں میں عرش پر ہے"۔

ونعوذ به من ان نقول فيه وفي صفاته مالم يخبرنا به هو او رسوله عليه السلام ۔ (ایضاً ص ۱۲۸)

"ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس بات سے کہ کہیں ہم اس کے بارے میں یا اس کی صفات کے بارے میں ایسی بات جس کی ہمیں اس نے یا اس کے رسول ﷺ نے اطلاع نہیں دی"۔

فعال لما يريد متفردٌ بالقدرة على اختراع الاعمال و كشف الضرر والبلوى وتقليب الاعيان وتغير الاحوال ۔ (ایضاً ص ۱۲۳)

"جو چاہتا ہے کرنے والا ہے، اپنی قدرت میں اکیلا ہے، اعمال کی ایجاد میں تکلیفوں اور مصیبتوں کو دُور کرنے میں اعیان کو پلٹانے میں اور حالات کو بدلنے میں"۔

ولا يعلم احد بما يختم له ۔ (حث الایمان : ص ۱۲۴)

"اور کوئی نہیں جانتا کس چیز کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوگا"۔

انه قسم الا رزاق وقدّرها فلا يصدها صاد ولا يمنعها مانع لا زاءدها ينقص ولا ناقصها يزيد ۔ (ص ۱۲۵)

"اللہ تعالیٰ ہی نے رزق تقسیم فرمائے اور ان کا اندازہ فرمایا کوئی انہیں بند نہیں کر سکتا، کوئی انہیں روک نہیں سکتا اور نہ کوئی ان میں کمی بیشی کر سکتا ہے"۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله ۔ (ترمذي)

"یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مانگو اور اسی سے مدد طلب کرو"۔

اس کے متعلق فرمایا:

ینبغی لکل مؤمن ان یجعل هذا الحدیث مراة قلبه ۔ (فتوح الغیب)

"ہر مومن کو چاہیے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ بنا لے"۔

مرض الموت میں اپنے بیٹے شیخ سیف الدین عبدالوہاب کو یہ وصیت فرمائی: علیك بتقوی الله عزوجل الخ۔ "اللہ سے ڈر، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈر۔ اللہ کے سوا کسی سے امید نہ رکھ۔ سب کام اللہ کو سونپ دے، صرف اس پر اعتماد کر، ہر شے اسی سے مانگ۔ اللہ کے سوا کسی کی مدد پر بھروسہ نہ رکھ۔ توحید کو لازم پکڑ۔ توحید کو لازم پکڑ"۔ (فتوح الغیب)

فرمایا: ویرفع القبر من الارض قدر شبر ...... ویسنم تسنیم القبر دون تسطیحه ..... وان جصص کره ۔ (غنیة الطالبین: ص ۲۸۲)

"اور قبر بقدر ایک بالشت کے بلند کی جائے .... قبر کو کوہان نما بنایا جائے چوس نہ بنایا جائے.......... پختہ کرنا مکروہ ہے"۔

ان واشگاف تصریحات کی موجودگی میں کوئی معقول آدمی کہہ سکتا ہے کہ شیخ موصوف مشرک تھے؟

عثمانی صاحب نے شاہ ولی اللہ کے بھی بہت حوالے دیئے ہیں آگے ان کا ذکر آئے گا مگر شاید ان کی نظر ان حوالوں پر نہیں پڑی "جو لوگ اجمیر یا سالار مسعود کے مزار پر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر ان سے حاجتیں مانگنے کے لئے جاتے ہیں ان کا گناہ قتل اور زنا کے گناہ سے بڑھ کر ہے یہ کام اور خود ساختہ معبودوں کی پوجا ایک ہی بات ہے۔ بالکل لات و عزیٰ کی پرستش کی مانند ہے"۔

(تفہیمات الٰہیہ)۔

"مشرکوں کا وہ فرقہ مسلمانوں کے ساتھ اس امر میں تو موافق ہے کہ بڑے بڑے امور کی تدبیر اور قطعی حکم کرنے کا منصب تو اللہ ہی کو ہے اس نے کسی کو اختیار نہیں دیا لیکن وہ باقی امور میں مسلمانوں کے موافق نہیں ان کا مذہب ہے کہ پہلے صلحاء نے جو خدا کی خوب عبادت کی ہے، اس سے بارگاہِ الٰہی میں مقرب ہو گئے ہیں، اللہ نے الوہیت کا مرتبہ ان کو عطا کر دیا ہے۔ اس واسطے وہ بہ نسبت اور مخلوقات کے پرستش کے مستحق ہو گئے ہیں۔ جیسے کوئی شخص کسی شہنشاہ کی نہایت خدمت کرتا ہے تب شہنشاہ اسے ملکی خلعت عطا کر کے کسی شہر کی حکومت اور انتظام اس کے متعلق کر دیتا ہے اس لئے وہ مستحق ہو جاتا ہے کہ اس شہر کے لوگ اس کی خدمت اور اطاعت کریں۔ مشرکین کا قول ہے کہ بغیر ان کی پرستش شامل کئے عبادت مقبول نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے۔ اس کی عبادت سے تقرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا البتہ ان لوگوں کی پرستش ضرور ہے تاکہ قرب الٰہی کا ذریعہ بن جائیں"۔ (حجۃ اللہ البالغہ، باب توحید: ص ۵۹)۔

"شرک کی حقیقت یہ ہے کہ کسی بڑے بزرگ کی نسبت یہ اعتقاد ہو کہ جو عجیب و غریب آثار (کرامات) اس سے صادر ہوتے ہیں وہ اس لئے صادر ہوتے ہیں کہ اس میں ایسی کمالی صفت حاصل ہو گئی ہے جو دوسرے انسانوں میں نہیں ہوتی بلکہ واجب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اس کے علاوہ میں نہیں پائی جا سکتی۔ اس کا جب ہی امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت کا خلعت اس کو پہنا دے اور اس کو اللہ اپنی ذات میں ملا لے (فنا فی اللہ ہو جائے) یا ایسا ہی کوئی اور بے ہودہ اور

مشرکانہ اعتقاد رکھے"۔(حجۃ اللہ البالغہ،باب اقسام الشرک: ص ۶۱)۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ تمہارا معاون نہیں تو پھر کسی سے بھی معاونت کی توقع ہر گز نہ رکھو۔(تذکرۃ الاولیاء: ۲۰)۔

ذوالنون مصریؒ نے فرمایا سچی ارادت بندے کے تمام اسباب کاٹ دینے والی اور اللہ عزوجل کے سوا سب تعلقات قطع کر دینے والی ہے۔(کشف المحجوب: ص ۱۰۷)۔

ابراہیم بن ادھمؒ نے کہا:

اتخذ الله صاحبا وذر الناس جانبا ۔ (ایضاً ص ۱۰۹)

"اللہ کو دوست بنا اور لوگوں کو ایک طرف چھوڑ"۔

بشر حافی نے کہا:

لان استعانته المخلوق من المخلوق كاستعانته المسجون من المسجون ۔ (ایضاً ص ۱۱۱)۔

"مخلوق کا مخلوق سے مدد مانگنا ایسے ہی ہے جیسے قیدی کا قیدی سے مدد چاہنا"۔

تصوف کی دنیا میں بایزید بسطامیؒ کا بہت شہرہ ہے، بہت سی بے ہودہ اور خلاف شرع باتیں ان سے بیان کی جاتی ہیں مگر وہ یہ بھی فرماتے ہیں:

"تجھے تمام احوال میں ایسے ہونا چاہیئے کہ اگر تو طریقت کے بلند احوال سے رہ جائے تو رہ جائے لیکن شریعت کے میدان میں ثابت قدم رہے"۔(ایضاً ص ۱۱۲)۔

جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے وہ کاذب

ہے کیونکہ اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ناممکن ہے۔(تذکرۃ الاولیاء :
ص ۹۹)۔

جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں "صوفی وہ ہے جو اللہ اور رسول کی اس طرح
اطاعت کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے میں حدیث"۔ (ایضاً
ص ۱۱۹)۔

قرآن وحدیث کی اتباع کرتے رہو اور جو ان کا متبع نہ ہو اس کی پیروی
ہر گز نہ کرو۔(ایضاً ص ۱۹۸)۔

مرید کو احکامِ شریعت کے سوا کچھ نہ سننا چاہیئے۔(ایضاً ص ۱۹۹)۔

مجدد الف ثانیؒ نے اکبر بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ
پیشانی آج تک غیر اللہ کے لئے نہیں جھکی اور نہ آئندہ جھکے گی۔(تذکرۃ اولیائے
ہندوپاک۔ ص ۲۷۵)۔

میاں میرؒ نے وصیت فرمائی کہ وفات کے بعد مجھے شورہ زمین میں دفن
کرنا تاکہ میری ہڈیوں کا نام ونشان باقی نہ رہے اور نہ ہی قبر کی صورت بنانا اور فرمایا
کہ میری ہڈیوں کو نہ بیچنا اور میری قبر پر دوسروں کی طرح دوکان نہ بنالینا۔(ایضاً
ص ۲۸۵۔ بحوالہ سکینۃ الاولیاء)۔

حسن ظن :۔ ان اقوال کے قائلین کو مشرک اور جہنمی کہنا بہت مشکل
ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہر وہ شخص جسے ایک مخصوص گروہ ولی کہہ دے وہ ولی ہو
جاتا ہے اور یقیناً جنتی ہوتا ہے۔ کالی بھیڑوں سے انکار نہیں۔ جنت کا دعویٰ صرف
انہی خوش نصیبوں کے بارے میں ہو سکتا ہے جنہیں زبانِ نبوت سے اس کی

بشارت مل چکی ہو۔ نہ میں یہ کہتا ہوں جو میرے حسن ظن کے مطابق صحیح ہیں ان کی ہر بات بھی لازماً صحیح ہے۔ پیغمبروں کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ ہر امتی سے صواب اور خطا کا امکان ہے۔ البتہ یہ ضرور کہتا ہوں کہ اگر یہ باتیں ان بزرگوں نے واقعی کہی ہیں تو انہیں مشرک کہنے کا کچھ جواز ہے؟ اور اگر ان باتوں کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں تو جو مشرکانہ باتیں ان کی طرف منسوب ہیں ان کے بارے میں ہم کیونکر یقین کر لیں کہ وہ ضرور انہوں نے کہی ہوں گی۔ کیوں نہ ہم ان کے بارے میں اچھا خیال رکھیں اور روایتی سیانے کوے کی طرح غلاظت پر گرنے کی بجائے خذ ما صفا ودع ما کدر کے مصداق اچھے خیالات ہی کو کیوں نہ ہم ان کا اصل مذہب قرار دیں۔

واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم۔ (الزمر: ۵۵)

الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه۔ (الزمر: ۱۸)۔

احمد رضا خان صاحب:۔ اس سلسلہ میں ہم پر یہ اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ احمد رضا خان صاحب کے کلام میں بھی کوئی نہ کوئی بھولے چوکے صحیح بات مل جاتی ہے تو پھر ان کے بارے میں ہم حسن عقیدت کیوں نہیں رکھتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب خان صاحب ماضی قریب میں گزرے ہیں ان کے نظریات سے ہم بخوبی آگاہ ہیں۔ ان کے بارے میں ہم یہ تاویل نہیں کر سکتے کہ یہ ملفوظات یہ فتاویٰ اور یہ احکام خواہ مخواہ کسی نے ان کے ذمہ لگا دیے ہوں گے۔ وہ یقیناً ویسے ہی تھے جیسے وہ اپنی کتابوں میں نظر آتے ہیں۔ کفر و شرک ہمیں پسند نہیں نہ قدیم نہ جدید، نہ تھوڑا نہ زیادہ۔ البتہ پہلے لوگوں کے بارے میں ہم کہہ

سکتے ہیں کہ ہو سکتا ہے وہ ان پر الزام ہے اور ان کا دامن اس سے پاک ہو جب کہ احمد رضا خان جیسے قبیل کے لوگوں کے بارے میں ہم ایسا نہیں کہہ سکتے۔ کفر و شرک کی جن باتوں کی ہم تردید کرتے ہیں اور انہیں بزرگوں پر بہتان تصور کرتے ہیں، خان صاحب ان کی تائید کرتے ہیں، ان پر ایمان لاتے ہیں اور انہیں بزرگوں کا مذہب قرار دیتے ہیں اور پھر ہماری اس گستاخی کی وجہ سے اہل حدیثوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے جو حسنِ تکلم کے موتی بکھیرے ہیں اور جس فصاحت وبلاغت کے ساتھ مقالات شریف ارشاد فرماتے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے بیشک وہ سب و شتم کے امام ہیں اور تکفیر و تفسیق کے مجدد ہیں۔ دُور دُور تک ان کا کوئی ہم پایہ نظر نہیں آتا۔ ان سے کسی کو ہمسری کا دعویٰ ہو سکتا ہے تو وہ صرف مرزا قادیانی صاحب ہیں یہ رتبہ بلند جس کو مل گیا۔

وہابیوں کے بارے میں یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں:

"نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت"۔

"(ان کی مسجد) کفار کی مسجد مثل گھر ہے"۔

"جس طرح ان کی نماز باطل اسی طرح اذان بھی"۔ (ملفوظات حصہ اوّل: ص ۱۰۵، ۱۰۶)۔

"ان کا جنازہ پڑھنا کفر ہے"۔ (ایضاً ص ۷۶)۔

وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہو گا، مسلم ہو یا کافر، اصلی یا مرتد، انسان ہو یا حیوان، محض باطل اور زنا خالص ہو گا اور اولاد ولد الزنا (ایضاً ص ۲۲۷)۔

"وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا"۔ (احکام شریعت ص ۱۷۱)۔

وہابی، دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نامِ الٰہی لیں۔ ((ایضاً ص ۱۲۲)۔

ان نورانی نوازشات کے بعد بھی اگر کوئی صاحب کہیں کہ ہم اعلیٰ حضرت صاحب کے خصوصی طور پر ممنون کیوں ہیں تو یہ ان کا بھولپن ہی ہے۔ مزید وضاحت مطلوب ہو تو ان کی ذریت جیتی جاگتی ہے ان سے پوچھ لیجئے وہ آپ کی اچھی طرح تسلی فرمادیں گے۔ عثمانیوں کے پاس اگر ہتھیار شرک کا ہے تو ان کے پاس کفر کا ہے۔

؎ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

نیک لوگ :۔ سلف صالحین کی جو ہم عزت کرتے ہیں تو صرف اس وجہ سے نہیں کہ ان کا معاملہ اندھیرے میں ہے بلکہ اس وجہ سے بھی کہ پرستش بالعموم اچھے لوگوں سے کی جاتی ہے۔ عوام کے دلوں میں ان کی حد سے بڑھی ہوئی تعظیم عبادت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

لعنا الله اليهود والنصارى اتخذوا قبورا انبياءهم مساجد۔

بخاري ص ۱۷۷)

"یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہیں بنالیا"۔

ایک اور روایت کے مطابق فرمایا:

اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا ثم صوروا فيه تلك الصور واولئك شرار الخلق عند الله۔

(بخاری ص ۱۷۹)

"ان میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے پھر اس میں یہ تصویریں بنا دیتے اور یہ بدترین مخلوق ہیں اللہ کے نزدیک"۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :۔

كان اللات رجلا يلت سويق الحاج۔ (بخاری ص ۷۲۰)

"لات حاجیوں کو ستو گھول کر پلاتا تھا"۔

اور قومِ نوح علیہ السلام کے مشہور بتین یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے بارے میں فرمایا:

اسماء رجال صالحين من قوم نوح۔ (بخاری ص ۷۳۲)

"یہ قوم نوح کے نیک بندوں کے نام تھے"۔

اس بات کا اعتراف خود عثمانی صاحب نے بھی کیا ہے (یہ درگاہیں : ص ۳)۔

یہ بات قوی دلائل سے ثابت ہو گئی ہے کہ عموماً نیک لوگوں کی پوجا کی گئی ہے۔ اب امتِ محمدیہ ﷺ کے بارے میں نہ جانے عثمانی صاحب نے اس اصول کو کیوں پس پشت ڈال دیا ہے؟

مسلمان بزرگ تو ایک طرف رہے میں تو یہاں تک کہوں گا زمانہ قبل از تاریخ کے جن قدیم پیشواؤں کو ہندو یا بدھ وغیرہ مانتے ہیں ہمیں ان کے بارے

میں بھی زبان پر ناشائستہ کلمات نہیں لانا چاہئیں۔ کیا معلوم وہ اپنے وقت کے کوئی پیغمبر یا اولیاء ہی ہوں جن کی تعلیمات کو بعد میں بدل دیا گیا ہو۔

بخیل :۔ فتویٰ بازی میں شدت اچھی نہیں۔ افسوس اب اسلحہ بھی عام ہو گیا ہے اور فتوے بھی تیز ہو گئے ہیں، غنڈہ گردی ہر روپ میں چھا گئی ہے۔ مسلمانوں کو مسلمان سمجھنے میں ہم یوں بخل سے کام لیتے ہیں جیسے ہم نے جنت کسی کو اپنے گھر سے دینی ہو۔ یا اللہ کرے اگر اور لوگ بھی اس میں چلے گئے تو ہمارے لئے جگہ کم رہ جائے گی حالانکہ فرمایا:

عرضها السموٰات والارض۔ (آل عمران: ۱۳۳)

اللہ کا شکر ہے :۔ جس طرح ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے رزق اپنے پاس رکھا ہے اگر اس کا اختیار دولت مندوں کو دے دیا جاتا تو وہ غریب کو روٹی کا سڑا ہوا چھلکا بھی نہ دیتے۔

ام لهم نصيب من الملك فاذا لا يؤتون الناس نقيرا۔

(النساء: ۵۳)

اسی طرح ہم اس بات پر بھی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے جنت اپنے قبضہ میں رکھی ہے اور اسے کسی عثمانی جیسے بے درد کی سپردگی میں نہیں دے دیا ورنہ یہ تو مجھ جیسے سراپا عصیاں کو نزدیک بھی نہ لگنے دیتے۔

گھمنڈ :۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو کون ہوتا ہے مجھ پر قسم اٹھانے والا کہ میں

فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ تحقیق میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل ضائع کر دیئے۔ (مسلم)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی نیکی پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے ورنہ لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں اور الٹا چکر چل جاتا ہے۔ خوش فہمی بُری چیز ہے۔

ردِّ عمل :۔ عثمانی فرقہ دراصل بریلویوں کا ردِّ عمل ہے۔ بریلویوں نے مشرکوں کو مسلمان کہا۔ عثمانیوں نے مسلمانوں کو مشرک کہا ہے۔ اوّل الذکر نے یہ کام عشق کے افراط میں کہا اور مؤخر الذکر کو توحید کا ہیضہ ہو گیا۔ دونوں ہی غلو اور انتہاپسندی کا شکار ہو گئے۔ بریلوی علماء اہلِ توحید کو بُرا کہتے ہیں جواب میں زیادہ سے زیادہ انہیں بُرا کہا جا سکتا تھا۔ جزاء سيئة سيئة مثلها ۔ (الشوریٰ : ۴۰)۔

مگر عثمانی مجاہدوں نے انصاف کے تمام تقاضے ترک کر کے ان بزرگوں کی خبر لینا شروع کر دی جن کی بریلوی پوجا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان بچاروں کا کیا قصور۔ اپنی لڑائی اپنے درمیان میں رکھنی چاہیئے تھے۔ ڈگا کھوتے توں غصہ کمہار تے۔

چور کی ماں :۔ اپنے خیال کے مطابق یہ چور کی ماں کو مارتے ہیں۔ مگر ماں پہچاننے میں انہیں غلطی لگ گئی ہے۔ خود عثمانی صاحب لکھتے ہیں :

کیا کسی ایک ولی اللہ نے بھی اس بات کا حکم دیا ہے ولی اللہ تو نمازیں پڑھنے والے روزے رکھنے والے اللہ سے ڈرنے والے اور اللہ ہی کو پکارنے والے ہوتے ہیں۔ وہ یہ بات کیسے پسند کر سکتے ہیں کہ تم یہ کام کرنے کی بجائے ان کو پکارو اور ان سے مانگو۔ ان کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ شان بیان کی ہے :

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون ۔ (یونس:
۱۲۱)

"جو اللہ کے اولیاء ہیں ان کے لئے کسی خوف و رنج کا موقع نہیں"۔

(یہ درگاہیں : ص ۷)۔

میرے بھائی بزرگوں سے جو نا معقول اقوال منقول ہیں یہ دراصل بعد کے گدی نشینوں کا کیا دھرا ہے۔ یہی لوگ شرک کی ماں ہیں۔

لگی لپٹی رکھے بغیر عرض ہے ان قابلِ اعتراض ملفوظات کی نسبت اگر بزرگوں کی طرف غلط ہے تو انہیں مشرک کہنا شرعاً اور اخلاقاً جرم ہے۔ اگر مشکوک ہے تو انہیں مشرک کہنا اندھیرے میں تیر چلانا ہے جو ناحق کسی کو لگ سکتا ہے اور اگر صحیح ہے تو بھی شیعہ کی طرح ان پر تبرّیٰ کہنا ہمارے اسلام کا جزو نہیں ہے غلطی سے ہم کسی کافر کو مسلمان سمجھ بیٹھیں یہ بہتر ہے اس سے کہ ہم غلطی سے کسی مسلمان کو کافر کہہ دیں۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً یا موقوفاً مروی ہے :

ان الامام ان یخطئ في العفو خیر من ان یخطئ في العقوبة ۔

(ترمذي)

"امام معاف کر دینے میں غلطی کرے بہتر ہے اس سے کہ سزا دینے میں غلطی کرے"۔

شیعہ سے زیادہ ظالم :۔ یہ لوگ شیعہ سے بڑھ کر ظالم واقع ہوئے ہیں۔ اتنے لوگوں پر شیعہ نے تبرّیٰ نہیں بولا جتنے لوگوں پر انہوں نے بولا ہے اور

اتنا سنگین فتویٰ شیعہ نے نہیں لگایا جتنا سنگین کہ انہوں نے لگایا ہے۔ وہ لوگ صحابہ کرام کو غاصب کہتے ہیں۔ انہوں نے چند ایک کو چھوڑ کر پورے عالم اسلام کو مشرک بنادیا ہے۔ یعنی فتویٰ بازی میں کیفیت کے لحاظ سے بھی اور کمیت کے لحاظ سے یہ اپنی مثال آپ ہیں حالانکہ ہماری توحید یا ہمارا اسلام کسی کو بُرا کہے بغیر بھی مکمل ہے۔ ہمارا کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ فلاں کافر ہے اور فلاں شرک ہے یہ نہیں ہے، ہمارے فرائض نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہیں کسی کو مشرک اور دوزخی بنانا نہیں۔

فتویٰ لگانے میں یہ لوگ اتنے بے باک اور دلیر ہو گئے ہیں کہ اچھے اور بُرے کی تمیز جاتی رہی۔ ان کی ایسی جھجک دُور ہوئی کہ صلحائے اُمت کے بعد علمائے اُمت پر بھی ہاتھ صاف کر گئے ہیں۔ معمولی سے معمولی بات پر بڑے سے بڑا فتویٰ صادر کر دینے میں انہیں ادنیٰ تامل نہیں ہوتا۔ میرا خیال ہے یہ سوتے میں بھی بڑبڑا اٹھتے ہوں گے کہ مشرک مشرک!

<u>محدثین اور صلوٰۃ سلام کا پیش ہونا</u>:۔ ان مبلغین کو یہ شرابی، یہ جواری، یہ زانی، یہ راشی اور یہ ڈاکو نظر نہیں آئے، ان کی نگہ انتخاب پڑی تو امام اہلسنت احمد بن حنبلؒ پر، امام ابو داؤدؒ پر، امام نسائیؒ پر۔ یہ سب ان کے نزدیک مشرک ہیں اس لئے کہ ان کی کتابوں میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے کہ نبی ﷺ نے جمعہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اس روز مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرنا، تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ وہ کیسے ؟ جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مٹی پر نبیوں کا جسم

کھانا حرام کر دیا ہے"۔

بلاشبہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر اس کا شرک سے کوئی واسطہ نہیں نیز یاد رہے حدیث کے آخری الفاظ بوسیدگی کا جواب ہیں۔ درود پیش کیے جانے سے ان کا تعلق نہیں۔ درود وسلام پہنچنے کی لئے جسم کی سلامتی ضروری نہیں جسم سلامت بھی ہو تو بے جان ہے۔ مرنے کے بعد اصل چیز رُوح ہے اور اسے سلام وغیرہ پہنچانے کا بندوبست اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مرنے والا تو ٹھیک ہے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ تو قائم ودائم ہے اور اس کے لئے تو کوئی جہاں برزخ نہیں۔ بئر معونہ کے شہیدوں کی بارے میں حدیث ہے :

انهم قد سألوا ربهم فقالوا اخبرنا عنا اخواننا بما رضينا ورضيت عنا فاخبرهم عنهم ۔ (بخاري ص ٥٨٧) ۔

"انہوں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ اطلاع دے دے کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اطلاع دیدی"۔

یعنی اللہ تعالیٰ اگر مرنے والوں کا پیغام زندوں کو پہنچا سکتا ہے تو زندوں کا سلام نبی ﷺ کو کیوں نہیں پہنچا سکتا۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ نامناسب نہ ہو گا اگر اس موقع پر ایصال ثواب والی اس حدیث کو بھی بیان کر دیا جائے :

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له ۔ (مسلم)

"جب آدمی فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین صورتوں کے، صدقہ جاریہ، یا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک

اولاد جو اس کے لئے دعا کرے"۔

یعنی ان کاموں کا ثواب جاری رہتا ہے اور میت کو وصول ہوتا رہتا ہے۔ خود عثمانی صاحب نے (توحید خالص دوم ص ۱۲ پر) بخاری شریف کے حوالے سے التحیات کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے :

فانکم اذا اقلتموھا اصابت کل عبداللہ صالح فی السماء والارض ۔ (ص ۱۱۵)

"جب تم یہ کہو گے تو اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو سلام پہنچ جائے گا وہ زمین میں ہو یا آسمان میں"۔

نیز عثمانی صاحب نے (یہ قبریں یہ آستانے ص ۳۱ میں) ابوداؤد و نسائی وغیرہ کی ایک اور حدیث کے اس ٹکڑے سے استدلال کیا ہے :

لا تجعلوا قبری عیدا ۔

"میری قبر پر میلہ مت لگاؤ"۔

اس سے متصل آگے یہ الفاظ ہیں وصلوا علی فان صلواتکم تبلغنی حیث کنتم ۔ "تم مجھ پر درود بھیجنا تم جہاں بھی ہو گے تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا"۔ لطف یہ کہ ان الفاظ کے بارے ص ۶ پر فرماتے ہیں کہ اس میں عبداللہ بن نافع راوی ضعیف ہے۔ حالانکہ یہ صحیح مسلم کا راوی ہے اور ثقہ ہے۔ حدیث کے ایک حصہ کو ماننا اور ایک حصہ کو نہ ماننا حنفیوں کی خاص عادت ہے۔ مثلاً یہ لوگ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مذکور دہری اقامت پر تو ایمان لاتے ہیں مگر اذان میں ترجیع کے قائل نہیں۔ ابوداؤد وغیرہ۔ یا جیسے سیدنا مالک بن حویرث کی روایت سے تکبیر اولیٰ کے وقت کانوں تک ہاتھ لے

جانے پر استدلال کرتے ہیں مگر اسی روایت میں دوسری رفع یدینوں کو کھا جاتے ہیں۔(مسلم)۔

أفتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض ۔ (بقرة : ٨٥) ۔

"کیا پس تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو اور ایک حصہ کا انکار کرتے ہو"۔

معلوم ہوتا ہے کہ عثمان صاحب اپنے آباء پر گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے ایک ہے اعمال کا جزا و سزا کے لئے پیش ہوا۔ سو اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک و سہیم نہیں اور ایک ہے نبی یا غیر نبی کے لئے حکم پروردگار درود و سلام اور حسنات جاریہ کا رفعت درجات کے لئے پیش ہونا۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ اس میں شرک ورک کا کوئی قصہ نہیں اس میں جھگڑنا تقریبا ایسے ہی ہے جیسے کوئی اس بات پر جھگڑا شروع کر دی کہ بارش اللہ تعالیٰ نے برسائی ہے یا بادلوں نے۔ مریض کو اللہ تعالیٰ نے آرام دیا ہے یا ڈاکٹر کی دوا نے۔ یہ اسباب اور مسبب کی بحث فضول ہے۔ میں نہیں سمجھتا اتنی سی بات پر اتنی جلدی کفر کے فتوے لگا دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ فتویٰ نہ ہوا بچوں کا کھیل ہو گیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

الذي خلقني فهو يهدين ۔ والذي يطعمني ويسقين ۔ واذا مرضت فهو يشفين ۔ والذي يميتني ثم يحيين ۔ (الشعراء)

"اس نے مجھے پیدا کیا، پس وہ مجھے راہ دکھاتا ہے، وہی مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے اور وہی مجھے مارے گا پھر مجھے زندہ کرے گا"۔

اب اگر کوئی کہے مجھے فلاں عالم نے راہ دکھلائی، مجھے ماں باپ نے کھلایا

پلایا، مجھے طبیب کی دوا سے شفا ہوئی، فلاں نے فلاں کو مار ڈالا، جج نے ملزم کو زندگی دیدی تو کیا وہ مشرک ہو جائے گا۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قصور یہ بھی ہے کہ ان کی مسند میں یہ روایت ہے:

ان لله في الارض ملاءكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام۔

"زمین میں چلنے پھرنے والے اللہ کے مقرر کردہ فرشتے میری امت کا سلام مجھے پہنچائیں گے"۔

یہ روایت نسائی اور دارمی میں بھی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس حدیث سے عثمانی صاحب نے کیونکر شرک کی بُو سونگھ لی۔ فرشتوں کا ہر دو جہان میں آنا جانا ثابت ہے۔ اگر وہ حکم الٰہی سرور کائنات ﷺ امت کا سلام پہنچا دیں تو اس سے عثمانیوں کی توحید کو کیا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ سے اجازت لینے کی بجائے ان سے اجازت لے کر یہ کام کیا کریں۔

قبر کی زندگی: ۔ امام احمد بن حنبلؒ کا ایک بہت بڑا جرم وہ حدیث ہے جو نبی ﷺ نے مرنے والے کے ساتھ پیش آمدہ واقعات کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

فتعاد روحه في جسده ۔ (ج ٤ ص ٢٨٧) ۔

"اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے"۔

حالانکہ یہی حدیث چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ بخاری شریف میں بھی موجود ہے جسے عثمانی صاحب نے بھی توحید خالص حصہ دوم ص ۲۵ پر نقل کیا

ہے جہاں تعاد روحہ کی جائے اللہ لیسمع قرع نعالھم کاذکر ہے یعنی میت اپنے جانے والے ساتھیوں کے جوتوں کی آہٹ سنتی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں یکساں طور پر بظاہر قبر میں میت کی زندگی پر دلالت کرتی ہیں۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق میت کا جوتوں کی آہٹ کو سننا، دو فرشتوں کا آکر اس کو بٹھانا، اس سے سوال و جواب کرنا اور کافر میت کا ہتھوڑے کی ضرب سے چیخنا اور پھر جن وانس کے سوا سب مخلوق کا اس چیخ کو سننا، اعادہ رُوح کے بغیر تو ممکن نہیں۔ تو جو جواب عثمانی صاحب کے نزدیک بخاری شریف کی حدیث کا ہے وہی مسند احمد کی روایت کا بھی سمجھ لیں۔ قبر کی زندگی کے بارے میں حافظ ابن القیم فرماتے ہیں اگر اس زندگی سے دنیاوی زندگی اور اس کے لوازم مراد ہیں تو یہ یقیناً غلط ہے۔ ایسی زندگی میت کو حاصل نہیں ہوتی۔ اگر اس سے مراد دنیوی زندگی کے علاوہ ہے جس میں روح کا اعادہ متعاد زندگی کی طرح نہ ہو اس کا مقصد سوال اور امتحان ہو تو یہ درست ہے اس کا انکار کرنا غلطی ہے۔ یہ زندگی نص صریح سے ثابت ہے۔ (ملخص کتاب الروح: ص ۵۲)۔

تائید کے لئے یہ حوالہ پیش کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی ہے کہ عثمانی حضرات حافظ ابن قیمؒ کے بھی بہت پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ آگے ذکر آرہا ہے۔ اس حوالہ سے ان کی پوزیشن کافی حد تک صاف ہو جاتی ہے۔

عثمانی صاحب کے نزدیک مسند احمد کی یہ روایت بھی قابل اعتراض ہے:

ما من احد یسلم عليّ الا رد الله عزوجل اليّ روحي حتى ارد عليه السلام - (ج ۲ توحید خالص حصہ ۲ ص ۱۹) -

"جو بھی مجھے سلام کہے گا اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹائے گا تاکہ میں اسے

سلام کا جواب دوں"۔

یہ روایت ابو داؤدؒ اور بیہقیؒ میں ہے اور بیشک ضعیف ہے تاہم اس سے توحید کو کوئی گزند نہیں پہنچتا اگر کوئی اس سے دنیوی حیات پر استدلال کرتا ہے تو یہ اس کا خیالِ خام ہے اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو امت کا سلام پہنچانے پر قادر ہے ورنہ جس طرح ہم حضور ﷺ کا جواب نہیں سُن پاتے ظاہر ہے ہمارے سلام کی آواز بھی ان تک نہیں پہنچتی۔

جہاں تک ص ۲۰ پر مذکور اس روایت کا تعلق ہے من صلی عليّ عند قبري سمعته ومن صل عليّ نائيا ابلغته۔ (بیهقي۔ عقيلي) "جو میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اسے سن لوں گا اور جو دُور سے درود بھیجے گا وہ مجھے پہنچا دیا جائے گا"۔

اس سے واقعی سماع ثابت ہوتا ہے مگر اس کی سند بالکل بیکار ہے۔ ص ۳۷ پر عثمانی صاحب نے امام احمد بن حنبلؒ کے عقائد سے حیاتیوں کا استدلال نقل کیا ہے:

والايمان بملك الموت بقبض الارواح ثم ترد في الاجساد في القبور فيسألون عن الايمان والتوحيد۔ (كتاب الصلوة ص ۴۵ طبع قاهره)

"اور اس بات پر ایمان لانا کہ فرشتہ جانیں قبض کرتا ہے پھر وہ جانیں قبروں کے بیچ میں جسموں میں لوٹائی جاتی ہیں پھر ان سے ایمان اور توحید کے بارے میں سوال ہوتا ہے"۔

بھلا اس میں امام صاحب کی کیا خطا ہے۔ یہ مضمون تو احادیث سے ہی

ماخوذ ہے اس سے نہ تو حیاتیوں کو خوش ہونا چاہیئے کہ یہ یقیناً زخمی معاملہ ہے اور نہ عثمانیوں کو الرجک ہونے کی ضرورت ہے۔ بزرگوں کے معاملہ میں ہر مد مقابل کے سامنے گھٹنے ٹیک دینا شکست خوردہ ذہنیت کی غمازی کرتا ہے۔ ایسی بھی برخورداری کیا ہوئی جس بزرگ کی عبارت سے بھی حیاتیے استدلال کرلیں اس کی شامت آجاتی ہے۔ جائے اس کے کہ یہ اس کی معقول توجیہہ کریں اور صحیح مطلب بیان کریں ان کے پاس اس کا ایک ہی علاج رہ گیا ہے یہ فوراً اپنی شرک والی نوایجاد مشینری حرکت میں لے آتے ہیں کوئی چھوٹا فتویٰ ان کے پاس رہا ہی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ شکر کرتے ہیں اسلاف کے خلاف کوئی بات ان کے ہاتھ آجائے سہی۔ اس کے بغیر شاید ان کا کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا۔ "برتن قلعی کروالو اور کفر کے فتوے لکوالو" میں انہوں نے فرق ہی کوئی نہیں چھوڑا۔

سوال یہ ہے کہ مخالفین بالفرض صحابہ کرام کے اقوال سے یا نبی علیہ السلام کی روایت سے استدلال کرلیں تو کیا وہاں بھی یہی ظالمانہ رویہ اختیار کیا جائے گا۔

غیر اللہ کی قسم:۔ ان کے گروہ میں سے ایک صاحب نے کہا نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

من کان حالفا فلیحلف باللہ او لیصمت ۔ (عن ابن عمر صحیحین) ۔

"ضرورت پڑے تو قسم اللہ کی اٹھانی چاہیے یا خاموش رہنا چاہیئے"۔ مگر اس کے برعکس امام احمد بن حنبل نے نبی ﷺ کی قسم اٹھانے کو جائز

رکھا ہے۔ (بحوالہ الجواب الباہر لابن تیمیہ : ص ٥٦) لہٰذا وہ طاغوت ہوئے"۔

گزارش ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

من حلف بغير الله فقد كفر او اشرك ۔ (عن ابن عمر ترمذي)

"جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا"۔

دوسری جانب آپ ﷺ نے ایک نجدی کے بارے میں جس نے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی پابندی کا عہد کیا تھا فرمایا:

افلح وابيه ان صدق ۔ (مسلم ص ٣٠)

"اگر اس نے سچ کہا تو اس کے باپ کی قسم یہ کامیاب ہو گیا"۔

اگر ایسی باتوں سے احمد بن حنبلؒ پر مشرک اور طاغوت ہونے کا فتویٰ لگ سکتا ہے تو پھر نبی ﷺ پر بھی لگا دیجئے۔ مگر مجھے ان کے سامنے ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں کیونکہ ان کا کیا اعتبار ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے متعلق امام ترمذیؒ بعض اہل علم کی یہ تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا غیر اللہ کی قسم کھانے کو کفر و شرک کہنا تغلیظ پر مبنی ہے اور آگے ذکر کیا ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے نبی ﷺ نے ریاکاری کو شرک فرمایا ہے۔ (ابواب النذور والایمان)۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر اللہ کی قسم سے منع فرمایا ہے۔ یہ نہی مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق کراہت کے لئے حنابلہ کے مشہور قول کے مطابق حرمت کے لئے اور جمہور ظاہریہ کے نزدیک تنزیہ کے

لئے ہے۔ (فتح الباری بحوالہ تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۲۰۷)۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ "غیر اللہ کی قسم ہمارے اصحاب کے نزدیک مکروہ ہے، حرام نہیں ہے"۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۴۶)۔

تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۷۳ پر لکھا ہے:

واحادیث الباب تدل علی ان الحلف بغیر اللہ لا ینعقد لان النہی یدل علی فساد المنہی عنہ والیہ ذھب الجمہور وقال بعض الحنابلۃ ان الحلف بنبینا ﷺ ینعقد وتجب الکفارۃ۔

"باب کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کی قسم واقع نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ یہی جمہور کا مسلک ہے، بعض حنابلہ نے یہ کہا ہے کہ نبی ﷺ کی قسم واقع ہو جاتی ہے اور کفارہ بھی واجب ہو جاتا ہے"۔

مطلب یہ ہے بعض حنبلی کہتے ہیں بالفرض کوئی نبی ﷺ کی قسم اٹھا لے تو یہ باقاعدہ قسم شمار ہو گی اور اس پر قسم والا حکم لاگو ہو گا۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے نزدیک غیر اللہ کی قسم جائز ہے۔ یہ فتویٰ صرف احتیاط کے لئے معلوم ہوتا ہے۔ اگر امام احمد بن حنبلؒ نے بھی کوئی ایسی بات کہی ہے تو اس کا بھی یہی مقصد ہو گا۔ اوّل تو اس میں شک ہے کہ امام صاحبؒ نے ایسی بات کہی بھی ہے یا نہیں۔ ان کی اپنی کتاب میں یہ قول مذکور نہیں۔ الجواب الباھر میں بھی یہ نہیں لکھا کہ ان کا یہ قول ہے بلکہ لکھا ہے کہ ان سے ایک قول یہ بھی منقول ہے۔ اسی کتاب میں ص ۵۵ پر لکھا ہے کہ جمہور علماء جیسے امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ

کے ایک قول کے مطابق نبی ﷺ کی قسم نہیں اٹھائی جا سکتی۔ اگر کوئی شخص قسم اٹھا بھی لے تو وہ منعقد نہ ہو گی۔

ایک صحیح قول کو نظر انداز کر دینا اور ایک مشکوک قول کو لیکر بات کا بتنگڑ بنا دینا عثمانیوں کا خاصہ معلوم ہوتا ہے اس نامسعود ذہنیت کو مسلمان دشمنی کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

کلمہ کا مفہوم :۔ کلمہ ہم بھی پڑھتے ہیں اور اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اللہ کے سوا معبود کوئی نہیں۔ وحدۃ الوجود والے بھی پڑھتے ہیں اور اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اللہ کے سوا موجود کوئی نہیں۔ عثمانی بھی پڑھتے ہیں اور اس کا مطب یہ لیتے ہیں کہ ان کے سوا مسلمان کوئی نہیں سب مشرک ہیں، سب طاغوت ہیں۔ انجان کے ہاتھوں میں بندوق آگئی ہے۔

طاغوت :۔ یاد رکھنا چاہئے کہ بزرگ اللہ کے بندے ہوتے ہیں وہ طاغوت نہیں ہوتے ہیں۔ طاغوت انہیں بنایا جاتا ہے کسی نے لات و منات کو طاغوت بنایا، کسی نے فرشتوں کو طاغوت بنایا، کسی نے پیغمبروں کو بنایا، کسی نے ولیوں کو، کسی نے اماموں کو، کسی نے پیروں کو، کسی نے مولویوں کو اور کسی نے شیطان کو طاغوت بنایا۔ اللہ کے سوا جس کی بھی عبادت کی جائے اور پیغمبر کے سوا جس کی بات کو حجت شرعی مانا جائے وہ اسے طاغوت بنایا ہے۔ میری نگاہ میں جو شخص مسلمانوں کو بزرگانِ دین سے متنفر کرتا ہے اس کی اتباع کرنا بھی طاغوت بنانے سے کم نہیں بلکہ یہ اپنے وقت کا سب سے بڑا طاغوت ہے۔

صاحب مشکوٰۃ وغیرہ :۔ عثمانی صاحب اپنی کتاب "یہ قبریں" ص ۴۰ میں امام بیہقیؒ اور صاحب مشکوٰۃ پر بھی بہت برسے ہیں لکھا ہے کہ "بے حساب جھوٹی روایتوں کو انہوں نے تنقید کے بغیر چھوڑ دیا ہے یہ روایتیں شرک کا اصل سبب بنی ہیں"۔ نیز ان کے بارے میں لکھا ہے "تصوف کی ایجاد کے بعد سچ و جھوٹ کی تمیز اٹھ گئی اور نام نہاد صلحاء اور زہاد حدیث کے میدان میں اتر آئے ہیں"۔

حالانکہ حدیث کی جانچ پڑتال کا جو معاملہ ہے اہل علم نے اس سے فراغت پالی ہوئی ہے اسے انہوں نے لا ینحل نہیں رہنے دیا۔ کوئی حدیث ایسی نہیں جو فن جرح و تعدیل کی کسوٹی پر پرکھی نہ جاچکی ہو۔ باقی جو مشرک اور گمراہ ہونے کی بات ہے وہ تو لوگ قرآن مجید سے استدلال کر کے بھی ہو جاتے ہیں اور صحیح احادیث سے بھی ہو جاتے ہیں۔

محدثین کو نام نہاد صلحاء اور زہاد کا طعنہ دینا بد تمیزی کی انتہا ہے اگر ایسی بات ہوتی تو وہ اپنی کتابوں میں ان حدیثوں کا اندراج نہ فرماتے جن سے عثمانی صاحب صوفیاء کے خلاف دلیل پکڑتے ہیں۔

ابن کثیرؒ :۔ حافظ ابن کثیرؒ بھی ان کے قابو میں آگئے۔ ان سے یہ گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ حیاتیے ان کی تفسیر سے بھی استدلال کر بیٹھے ہیں۔ ص ۳۱ پر وہ عبارت نقل کی ہے:

وھذا باب فیه آثار کثیر من الصحابة وکان بعض الانصار من اقارب عبد الله بن رواحة یقول اللهم انی اعوذبك من

عمل اخزى به عند عبدالله بن رواحة كان يقول ذلك بعد ان استشهد عبد الله ۔ (ج ۳ ص ۲۳۹)

"اس سلسلہ میں صحابہ سے بہت آثار مروی ہیں۔ انصار میں سے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ایک رشتہ دار یہ کہا کرتے تھے یااللہ میں تجھ سے ایسے عمل سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے ابن رواحہؓ کے ہاں شرمندہ کرے۔ یہ ابن رواحہؓ کی شہادت کے بعد کی بات ہے"۔

عثمانی صاحب نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا البتہ میں کہتا کہ اگر یہ حوالہ درست ہو تو حافظ ابن کثیرؒ سے پہلے ان صحابہ کرام پر مشرک ہونے کا فتویٰ داغا جانا چاہیئے۔

<u>ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ اور سماع موتی :۔</u> استدلال کرنے والے چونکہ حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ کی عبارتوں سے بھی استدلال کرتے ہیں اس لئے عثمانی صاحب ان کے بھی دشمن بن گئے۔

یہ استاد شاگرد ایک حد تک سماع موتی کے قائل تھے مگر جس طرح وہ علم کے پہاڑ تھے دلائل کی رو سے ان کی یہ بات اتنی وزنی اور مضبوط نہیں یہ ان کی اجتہادی خطا ہے۔ گو ان کا یہ عقیدہ تھا کہ میت سلام اور تلاوت سن لیتی ہے۔ مگر وہ ان سے کسی قسم کے استمداد کو جائز نہیں رکھتے تھے۔ خود عثمانی صاحب نے ص ۲۹ پر "التوسل والوسیلہ" ص ۳۶ سے ابن تیمیہؒ کا ایک حوالہ نقل کیا ہے :

وكذالك الانبياء والصالحون وان كانوا احياء في قبورهم ان قدر انهم يدعون للاحياء وان وردت به آثار فليس

لاحد ان یطلب منهم ذلك ولم یفعل ذلك احد من السلف

"اسی طرح انبیاء اور صالحین اگرچہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زندوں کیلئے دعائیں بھی کرتے ہیں اس سلسلہ میں کچھ روایتیں بھی آتی ہیں تاہم ان سے مانگنا کسی کیلئے جائز نہیں سلف سے یہ بات ثابت نہیں ہے"۔

بلکہ حافظ ابن قیمؒ یہ بھی فرماتے ہیں:

لو کان حیا في الضریح حیاته ۔ قبل الممات بغیر ما فرقان

ما کان تحت الارض بل من فوقها واللہ هذی سنة الرحمن ۔

(قصیده نونیه ص ۱٤۱)

"یعنی اگر نبی ﷺ کی زندگی دنیوی ہے تو انہیں زمین کے نیچے کی جائے عادت الٰہی کے مطابق زمین کے اوپر ہونا چاہیئے"۔

میت کا دعا کرنا:۔ صحیح بات یہ ہے کہ زندوں کے واسطے مُردوں کا دعا کرنا بھی ثابت نہیں۔ لیکن بالفرض وہ کرتے بھی ہوں تو بھی اس سے ہماری توحید پر اثر نہیں پڑتا۔ ہماری توحید تب متاثر ہو گی جب ہم ان سے استعانت کریں یا ان میں خدائی صفات کا عقیدہ رکھیں۔ قرآن پاک میں ہے:

"فرشتے مومنوں کے لئے استغفار کرتے ہیں"۔ (المومن: ۷)

حدیث شریف میں ہے کہ بیشک اللہ تعالٰی اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں نیکی کی تعلیم دینے والے پر صلوۃ بھیجتے ہیں۔ (من ابی المامہ باہلی، ترمذی)۔

اگر فرشتے یا چیونٹیاں یا مچھلیاں اہل ایمان کے لئے دعا گو ہیں تو اس سے

شرک لازم نہیں آجاتا بلکہ اگر کوئی زیادہ باریکی میں جا کر زمین و آسمان والوں میں عالم ارواح کو بھی شامل کرلے تو کسی کے پاس اس کا کیا جواب ہے آخر وہ عالم ارواح ہے تو اسی کائنات کے اندر ہی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ طلب نہیں کرنا چاہیئے۔

صحیحین اور قبر کی زندگی :۔ عثمانی صاحب کو صحیحین پر اعتماد ہے۔ ہونا بھی چاہیئے۔ اب میں ان سے کچھ حوالے عرض کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے مقتولین بدر کے متعلق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

"واللہ! تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو"۔(بخاری: ص٥٦٦)۔

میں پوچھتا ہوں جن صحابہ کرامؓ نے اس حدیث کو معجزہ پر محمول نہیں کیا ہوگا کیا وہ مشرک ہوگئے تھے (معاذ اللہ)۔

فرمایا میں اسراء کی رات کثیب احمر کے پاس سے گزرا تو موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم) اس حدیث سے عثمانیوں کی مشکلات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

فرمایا ایک شخص نے کبھی نیک کام نہیں کیا تھا۔ موت کے وقت اپنے بیٹوں سے وصیت کی کہ مرنے کے بعد مجھے جلا دینا۔ نصف راکھ جنگل میں اور نصف راکھ دریا میں بہا دینا کیونکہ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پالیا تو ایسی سزا دے گا جو کسی کو نہ دی ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا اور جنگل نے راکھ جمع کردی پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ عرض کیا اے اللہ! تیرے خوف سے اور تو

خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا۔ (متفق علیہ)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قبل از قیامت بکھرے ہوئے جسمانی ذرات کو مجتمع فرما کر ان میں جان ڈالی۔

نبی ﷺ مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے کہ آپ کا خچر بدکا۔ (مسلم)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان قبروں کے بیچ میں ضرور کچھ ہوتا ہے مگر عثمانی صاحب اسے معجزہ کہہ کر ٹال گئے۔ (عذاب برزخ : ص ۱۸)۔

میں نہیں سمجھ سکا خچر کا بدکنا نبی ﷺ کا معجزہ کیسے بن گیا۔ اگر یہ معجزہ ہے تو کیا یہ اگلی حدیث بھی معجزہ ہے۔ ارشاد فرمایا جب لوگ جنازہ اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ اچھا ہو تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو اور اگر وہ بُرا ہو تو کہتا ہے کہ افسوس مجھے کہاں لئے جا رہے ہو۔ سوائے انسان کے سب اس کی آواز سنتے ہیں۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (عن ابي سعيد الخدريؓ باب قول الميت وهو على الجنازة قدموني : بخاري ص۱۷۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ میت جو کندھوں پر رکھی ہوتی ہے، بولتی ہے۔

اس سے پہلے ذکر آچکا ہے کہ کافر کی میت جب قبر میں رکھ دی جاتی ہے تو اس وقت بھی فرشتوں کی مار سے اس کی چیخوں کی آواز جن وانس کے سوا سب سنتے ہیں۔ (بخاری)

عثمانی حضرات بتلائیں کہ جانور برزخی آوازیں کیوں کر سن لیتے ہیں؟ فرمایا جب مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اللہ کا فضل مانگو۔ کیونکہ اسے فرشتہ نظر آتا ہے اور اگر گدھے کی آواز سنو تو تعوذ پڑھو کیونکہ اسے شیطان دکھائی دیتا

ہے۔ (صحیحین)۔ معلوم ہوا کہ جانور ایسی آوازیں سنتے اور ایسی شکلیں دیکھتے ہیں جو انسانوں کے لئے غیر محسوس ہوتی ہیں۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی جنازہ والی روایت مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مٹی کی قبر کے ساتھ میت کا گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ جنازہ جلد لے چلو اگر اچھا ہے تو تم اسے بھلائی کے قریب کرو گے اور اگر بُرا ہے تو بُرائی کو اپنی گردنوں سے اتارو گے۔ (مسلم مع شرح نووی ج ۱ ص ۳۰۷)۔

اگر تعلق نہ ہو تو جلد پہنچانے کا کیا مقصد ہے؟ آپ دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شاخ لی، اسے دو ٹکڑے کیا اور ایک ایک ٹکڑا ان دونوں پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ ان کے خشک ہونے تک شاید ان کے عذاب میں تخفیف رہے۔ (بخاری: ص ۱۸۲)۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے مٹی کی قبروں سے عذاب محسوس فرمایا اور تخفیف کے لئے مٹی کی قبروں پر ہی شاخیں گاڑیں۔

نبی ﷺ کا ایک کاتب مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے زمین قبول نہیں کرے گی۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کی لاش باہر پڑی دیکھی۔ وجہ پوچھی تو بتلایا گیا کہ اسے بار بار دفن کیا گیا لیکن زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔ (صحیحین)۔

معلوم ہوا کہ زمین کو جزا و سزا میں کچھ دخل ہے۔ آپ ﷺ ایک شام باہر تشریف لے گئے اور ایک آواز سن کر فرمایا کہ یہود کو اپنی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ (بخاری ص ۱۸۲)۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آواز کہاں سے آتی تھی؟ فرمایا:

لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا۔ (بخاری ص ۹۶۰)۔

"جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ"۔

ترمذی میں یہ اضافہ بھی ہے کہ تم گھروں کو بھول جاؤ، تم جنگلوں میں نکل بھاگو، تم اللہ کے آگے گڑگڑاتے پھرو۔

ایک رات جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس پیغام لائے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے لئے استغفار کرو۔ (مسلم)۔

میں پوچھتا ہوں کہ قبرستان میں کچھ نہیں ہوتا تو وہاں جا کر دعا و استغفار کا کیا مطلب ہے؟

مشہور صحابی سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فوت ہونے سے پہلے متعدد افراد کی موجودگی میں وصیت فرمائی کہ "پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر تک کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے مانوس رہوں اور دیکھوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں"۔ (مسلم ج۱ ص۷۶)۔

اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ و تابعین کا یہ خیال تھا (گو اس بندہ عاجز کے نزدیک صحیح نہیں تھا) کہ قبر میں پڑی ہوئی میت باہر کھڑے ہوئے لوگوں کو محسوس کرتی ہے۔ کیا یہ مشرک سمجھے جائیں گے؟ استغفر اللہ۔ صحیح مسلم کی اس روایت پر عثمانی صاحب نے اپنے پمفلٹ "عذاب قبر" ص ۲۰ میں امام نوویؒ کے حوالہ سے جرح کرنے کی ناکام

کوشش کی ہے جس سے روایت کا نہیں خود ان کا اپنا ضعف بلکہ کذب ثابت ہو گیا ہے۔

حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم فوت ہوئے تو ان کی بیوی صاحبہ نے قبر پر سال بھر خیمہ لگائے رکھا۔ آخر اٹھ کر جانے لگیں تو لوگوں نے ایک آواز سنی کہ:

الا هل وجدوا ما فقدوا بل يئسوا فانقلبوا (بخاري ص ١٧٧)۔

"جو کھویا تھا کیا انہوں نے اسے پالیا؟ ایک دوسری غیبی آواز نے جواب دیا کہ "بلکہ مایوس ہو کر لوٹ گئے"۔

یہ آواز دینے والا کون تھا؟ اور کیا حرہ کے موقع پر قبر نبوی ﷺ سے سنے جانے والے ہمہمہ کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا؟ (دارمی) بلکہ جب نبی ﷺ کو غسل دیا جانے لگا تو بروایت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیہقی میں ہے:

ثم كلمهم مكلم من ناحية البيت لا يدرون من هو اغسلوا النبي ﷺ وعليه ثيابه۔

"گھر کے ایک کونے سے غیبی آواز آئی کہ کپڑوں سمیت غسل دو"۔

ظاہر ہے کہ یہ فرشتوں کی آوازیں ہو سکتی ہیں اور اس میں کوئی خطرہ والی بات نہیں۔ کسی حدیث کی صحت یا ضعف الگ مسئلہ ہے۔ عثمانی صاحب فقط اس لئے لٹھ لے کر حدیثوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ وہ بقول ان کے مشرکانہ ہوتی ہیں۔ ان تمام حوالہ جات کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بات کو سمجھنے کی

کوشش کرنی چاہیئے اور اس کا معقول جواب دینا چاہیئے۔ اختلاف رائے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن جھٹ مشرک کہہ دینا کسی مسئلہ کا حل نہیں ہے پھر ان ائمہ کرام کو؟ کہ ہم اور آپ جن کے پاؤں کی خاک برابر بھی نہیں ہیں۔

کیپٹن صاحب کو کیپٹنی فوج میں دکھلانی چاہیئے تھی بزرگانِ دین کے خلاف یہ فوجی انداز مناسب نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ :۔ عثمانی صاحب امام ابو حنیفہؒ سے خوش ہیں شکر ہے ائمہ کرامؒ میں سے کوئی تو انہیں پسند آیا اور اس پسندیدگی کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ آپ نے ایک زائر قبور سے یہ کہا تھا:

> کیف تکلم اجسادا لا یستطیعون جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرأ وما انت بسمع من فی القبور ۔
>
> (غراءب في تحقيق المذاهب ۔ توحید خالص ج۲ ص۹۸) ۔
>
> "تو ایسے جسموں سے کیسے بات کرتا ہے جو جواب نہیں دے سکتے نہ کسی شے کے مالک ہیں اور نہ آواز سنتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی "اور تو اہل قبور کو نہیں سنا سکتا"۔

مگر اس نظر کرم میں بھی وہ مخلص نظر نہیں آتے، ضرور دال میں کالا کالا ہے۔ ایکس (سابق) اہلحدیث نوجوانوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ عثمانی صاحب اصل میں حنفی تھے۔ آخر دم تک رفع یدین کے بغیر نماز پڑھنے والے اور حنفیوں کی طرح جمعہ و جماعت ادا کرنے والے اغلباً اسی خفیہ عصبیت کی وجہ سے انہوں نے حضرت امام صاحب کو مشرکین کی صف سے نکال لینے میں مصلحت

سمجھی۔ میں پوچھتا ہوں جس غرائب کا انہوں حوالہ دیا ہے وہ کتاب خود انہوں نے یا ان کے پیروکاروں میں سے کسی نے آج تک دیکھی بھی ہے یا میری طرح صرف اس کا نام ہی سن رکھا ہے۔ اگر دیکھی ہے تو کیا اس کی سند پر غور کیا ہے۔ صرف اس ایک فقرے کی بناء پر امام صاحبؒ کی مدح میں رطب اللسان ہونے سے پہلے ان کا اخلاقی فرض تھا کہ وہ مصنف غرائب سے لے کر امام صاحب تک اس قول کے پورے سلسلہ سند کو بیان کرتے بلکہ یہ بھی بتلاتے کہ اس کتاب کا مصنف کون اور کس مسلک سے وابستہ تھا۔ عثمانی صاحب جس قسم کی جرح کے عادی ہیں وہ معیار اور وہ جوش و خروش یہاں کیوں ناپید ہو گیا ہے۔ کیا انہوں نے اپنوں اور بیگانوں کے لئے الگ الگ پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔

ویل للمطففین ۔ اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ۔ واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون ۔

ہم امام ابو حنیفہؒ کو نہ صرف مسلمان بلکہ ائمہ اسلام میں سے ایک امام سمجھتے ہیں۔ لیکن بات اس وقت عثمانی صاحب کے نقطہ نظر کی ہو رہی ہے۔ عثمانیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جن صوفیاء کو آپ مشرک کہتے ہیں امام صاحبؒ ان میں سے کئی ایک کے استاد تھے کشف المحجوب مترجم ص ۹۹ میں لکھا ہے کہ :

وہ اکثر مشائخ طریقت مثلاً ابراہیم بن ادھمؒ، حضرت فضیل بن عیاضؒ، حضرت داؤد طائیؒ، حضرت بشر حافیؒ وغیرہم کے استاد تھے نیز حضرت ہجویریؒ نے خود انہیں بھی صوفیا کا امام قرار دیا ہے"۔

تذکرۃ الاولیاء ص ٦٠ میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ نے ابراہیم ادھمؒ کو سیدنا ابراہیم کہہ کر خطاب کیا۔

کتاب ہذا کے ص ۱۲۵ پر ان کے حالات میں لکھا ہے کہ: "جس وقت مدینہ منورہ میں نبی ﷺ پر یہ کہہ کر سلام پیش کیا السلام علیکم تو جواب ملا وعلیکم السلام یاامام المسلمین"۔

غرائب تو پتہ نہیں کس کی کتاب ہے فقہ اکبر جو ان کی اپنی تصنیف کے طور پر مشہور ہے اس میں امام صاحب خود فرماتے ہیں:

واعادة الروح الى العبد في قبره حق - (مع شرح ملا علي قاري ص ۱۲۰)-

"قبر میں بندے کی طرف روح کا لوٹانا حق ہے"۔

سب مشرک:۔ عثمانیوں کے نزدیک جو محدثین اپنی کتابوں ایسی حدیثیں لائے ہیں جن سے سماع موتی ثابت ہوتا ہے یا جو ائمہ کرام اس کے قائل رہے ہیں وہ سب مشرک ہیں۔ ان کے نزدیک میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ، نواب صدیق الحسنؒ، علامہ وحید الزماںؒ، سید بدیع الدینؒ بھی مشرک ہیں۔ ان کا جرم صرف اتنا ہے کہ میت سلام سن کر جواب دیتی ہے ان کے نزدیک سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ بھی مشرک ہیں اس لئے کہ انہوں نے عقیدۃ حیات النبی ﷺ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں دیا ہے۔ (رسائل مسائل ج ۳ ص ۲۴۰۔ وفات النبی ﷺ عثمانی صاحب ص ۱۴)۔

سماع موتی اور شرک:۔ میں نہیں سمجھتا سماع موتی کا شرک سے کیا تعلق ہے جب کہ سارا عالم سنتا ہے انسان سنتے ہیں جن سنتے ہیں فرشتے سنتے ہیں، جانور سنتے ہیں اور اس سے شرک لازم نہیں آتا تو اگر ضعیف حدیثوں سے

استدلال کر کے یا مخصوص حدیثوں کو عام کر کے کوئی بزرگ میت کے سلام وغیرہ سننے کا قائل ہو ہی جائے تو شرک کہاں سے لازم آگیا اور اس پر جہنم کی آگ کیسے فرض ہو گئی؟ اگر اربوں کھربوں زندوں کی سماعت سے توحید کی نفی نہیں ہوتی تو مُردوں کی سماعت سے توحید کی نفی کیسے ہو جائے گی؟ کیا اللہ تعالیٰ کی توحید صرف مُردوں کے مقابلہ میں ہے؟ یعنی ایک صفت جو ہم زندہ میں موجود مانتے ہیں اور اس سے ہماری توحید کو صدمہ نہیں پہنچتا ہے وہی محدود سی انسانی صفت اگر کوئی غلطی سے مُردہ میں موجود مان لے تو شرک کہاں سے آٹپکتا ہے۔ سن لینا اور بات ہے معبود ہونا اور بات ہے۔ کیا قرآن وحدیث میں کوئی ایسا مضمون ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ فقط سماع موتی کا عقیدہ رکھنے سے ہی انسان مشرک ہو جاتا ہے۔

سماع موتی کا عقیدہ غلط ہے بے بنیاد ہے، عقل و نقل کے خلاف ہے، تجربے اور مشاہدے کے منافی ہے مگر شرک نہیں ہے۔ شرک ظلم عظیم ہے۔ مگر ہر شے شرک نہیں ہے مُردے تو پھر ماضی میں زندہ رہے ہوتے ہیں۔ قرآن مجید تو ہر شے میں ایک طرح کی زندگی ثابت کرتا ہے۔

وان من شيء الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم ۔

(بني اسرائيل : ۴۴)

"ہر چیز اللہ کی حمد بیان کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو اور اللہ چاہے تو ان کی تسبیح سنا بھی دیتا ہے"۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

ولقد كنا نسمع تسبيح الطعام وهو يؤكل ۔ (بخاري)

"کھانا کھایا جاتا تھا اور ہم اس کی تسبیح سنتے تھے"۔

توکیا اس سے شرک لازم آگیا۔ جب کہ پکے ہوئے کھانے جیسی شے کا بولنا مُردہ کے سننے سے بھی بڑھ کر ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ بطور معجزہ درختوں اور پتھروں کا بولنا بھی ثابت ہے اور ان باتوں کو برزخی معاملہ قرار دے کر چھٹکارا بھی نہیں پایا جاسکتا۔

عثمانی صاحب سماع موتی کو قبر پرستی کی جڑ قرار دیتے ہیں۔ غالباً اسی لئے انہوں نے اس مسئلہ میں تشدد کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق یہیں سے بات بڑھتے بڑھتے کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے یہ بات ان کی کافی حد تک صحیح ہے مگر قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ اس باب میں وارد ہونے والی کچھ صحیح اور کچھ ضعیف احادیث کو ظاہر پر محمول کر کے متعدد اہل حدیث علماء نے سلام کی حد تک قبر کی زندگی کے بارے میں اقوال بیان کیے ہیں مگر بفضلہ تعالیٰ انہوں نے اہلِ قبور سے کبھی مانگا کچھ نہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے :

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غفلون ۔ (الاحقاف : ۵) ۔

"اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا انہیں پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دیں گے اور وہ اس کی پکار سے بے خبر ہیں"۔

نیز فرمایا کہ :

ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ۔ (فاطر : ۱۴) ۔

"اگر تم ان کو پکارو تو تمہاری پکار نہیں سنتے اور اگر سن لیں تو قبول نہیں

کر سکتے"۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُردوں کا سن لینا محال نہیں دعا کا قبول کرنا محال ہے۔

توحید ایک مذاق بن گئی! یہ بات ایک لطیفہ سے کم نہیں جس طرح شرک سے محبت کرنے والے لوگ سماع موتی سے شروع ہوتے ہیں اور قبر پرستی تک جا پہنچتے ہیں اسی طرح عثمانی بھی فتویٰ لگاتے لگاتے کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ یعنی قبریں پوجنے والے بھی مشرک۔ جن بزرگوں کی قبریں پوجی جاتی ہیں وہ بھی مشرک۔ سماع موتی کا عقیدہ رکھنے والے بھی مشرک۔ سماع موتی کے متعلق حدیثیں بیان کرنے والے محدثین بھی مشرک اور ان بزرگوں کے بارے میں حسن عقیدت رکھنے والے ہم جیسے نیاز مندان بھی مشرک۔ توحید ایک مذاق بن گئی۔

اگلی منزل پرویزیت :۔ اس فتویٰ بازی اور اہل حدیث اور ائمہ حدیث کے خلاف منافرت پھیلانے کی مہم کا یہ اثر ہے کہ عثمانیوں کی اگلی منزل پرویزیت ہوتی ہے یہ لوگ آخر کار تمام زخیرہ احادیث ہی سے باغی اور متنفر ہو کر منکرین حدیث کے گروہ میں پناہ لے لیتے ہیں کیونکہ ان کے قدم اکھڑے اکھڑے ہوئے ہوتے ہیں ان کی مثال آشیانوں سے گرے ہوئے معصوم پنچھیوں جیسی ہوتی ہے۔ پرویزیوں کو ایسا موقع اللہ دے، وہ ان پر جھپٹ پڑتے ہیں۔

ع موراں نو پئے چور تے چوراں نوں پئے ہور

ٹھیک ایسے ہی جیسے ایک بکری ریوڑ سے بچھڑ جائے تو اسے بھیڑیئے اٹھا

کے لے جاتے ہیں۔ (مسند احمد)۔

ان "موحدوں" کا حال ان مشرکوں سے مختلف نہیں ہوتا جن کے بارے میں آتا ہے۔

من یشرك بالله فکانما خر من السماء فتخطفه الطیر او تھوی به الریح فی مکان سحیق ۔ (الحج : ۳۱) ۔

"جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے پس گویا وہ گر پڑا آسمان سے پس اچک لیں اس کو پرندے یا پھینک دے اسے ہوا دور کی جگہ میں"۔

حقیقت یہ ہے کہ عثمانی چکڑالویوں کے لئے بہت مفید اور کار آمد مہرے ثابت ہو رہے ہیں۔

اگر انہیں ان کا ہراول دستہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا یقین کیجئے جس طرح بریلوی شیعہ کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں اسی طرح عثمانی شعوری یا غیر شعوری طور پر منکرین حدیث کے لئے کام کر رہے ہیں۔

عثمانی اور خوارج :۔ عثمانی صاحب نے توحید کا جو معنی سمجھ لیا ہے اس معیار پر شاید ہی کوئی پورا اتر سکتا ہوگا۔ ہم تناسخ کے قائل نہیں لیکن ان کا لٹریچر پڑھ کر اور ان کے خیالات سن کر شبہ ہوتا ہے کہ ان کے بیچ میں خوارج کی روح حلول کر آئی ہے یہ بالکل ان کی طرح باتیں کرتے ہیں۔ خوارج بھی ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کا ایمان تک ان کے اسٹینڈرڈ سے فروتر تھا۔ اپنے سوا ہر مسلمان کو حتیٰ کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کو بھی کافر اور واجب القتل جانتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کچھ مال تقسیم فرمارہے تھے کہ خاندان بنو تمیم میں سے ذوالخویصرہ نامی ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ! انصاف کرو۔ فرمایا تجھ پر افسوس ہے اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی تو فرمایا کہ جانے دو۔ فرمایا اس کے پیروکار ہوں گے کہ تم اپنی نماز اور روزے کو ان کی نماز اور روزے کے مقابلے میں حقیر جانو گے الخ............ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں کہ ایک شخص آیا دھنسی ہوئی آنکھوں والا، ابھری ہوئی پیشانی والا، گھنی ڈاڑھی والا، اٹھے ہوئے رخساروں والا اور ٹنڈ کروائے ہوئے بولا کہ اے محمد (ﷺ)! اللہ سے ڈر! فرمایا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو مجھے اہل زمین پر امین جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ ایک شخص (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی جو آپ ﷺ نے نہ دی۔ وہ چلا گیا تو فرمایا کہ اس شخص کی جنس سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں نے انہیں پالیا تو ان کے ساتھ قوم عاد والا حشر کروں گا۔ (صحیحین)۔

کتاب و سنت کے خلاف کسی کی بات نہ ماننے سننے کی وجہ سے بریلوی حضرات ہمیں بھی خارجی کہا کرتے ہیں۔ مگر افسوس جو بات ہمارے لئے فقط ایک گالی تھی عثمانیوں نے اسے اپنے حق میں حقیقت بنا دیا اور اپنے اندر سچ مچ خارجیوں والی خصلتیں پیدا کرکے بریلویوں کو خوش کر دیا ہمیں بھی شرک سے نفرت ہے

مگر مسلمانوں سے نفرت نہیں ہے جبکہ عثمانیوں کو اللہ جانے شرک سے اتنی نفرت ہے یا نہیں جتنی نفرت کہ انہیں مسلمانوں سے ہے شرکیہ حوالوں کو تو یہ صرف بطور کار توس استعمال کرتے ہیں ان کے بغض و نفرت کا اصل نشانہ مسلمان شخصیات ہوتی ہیں۔

خارجیوں کی مثال سے ممکن ہے کہ عثمانی ماتھے پر بل لے آئیں لیکن آئینہ پر غصہ نکالنے کی بجائے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔ جیسا پر تشدد ان کا مزاج ہے اور جیسے مغرور ان کے خیالات ہیں اگر یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوتے تو خارجیوں کے ساتھ ہوتے اور اگر وہ اس زمانے میں ہوتے تو ان کے ساتھ ہوتے بلکہ یہی ہوتے۔ ان کا قارورہ آپس میں ملتا جلتا ہے ان کا نعرہ ہے لاالٰہ الا اللہ ان کا نعرہ تھا لا حکم الا اللہ۔ مگر نہ وہ تحکیم کو صحیح سمجھے اور نہ یہ توحید کو صحیح سمجھے۔ انہوں نے اللہ کی تحکیم کو اور انہوں نے اللہ کی توحید کو عبث بدنام کیا۔ جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ کلمة حق ارید بھا الباطل یہی مقولہ ان پر بھی صادق آتا ہے۔ یعنی بات ان کی بھی سچی تھی مگر مقصد اس سے صحابہ و تابعین کو اسلام سے خارج کرنا تھا بات ان کی بھی سچی ہے مگر مقصد اس سے ائمہ اسلام کو اسلام سے باہر کرنا ہے۔

در حقیقت یہ دونوں ذوالخویصرہ کی اولاد ہیں خوارج "توحید خالص" کی پہلی قسط تھے اور عثمانی "توحید خالص" کی دوسری قسط ہیں۔

ایک اور بات پر غور فرمائیں حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں وہ یعنی خوارج اہل اسلام کو قتل کریں گے اور اہل اوثان کو نظر انداز کریں گے۔ تقریباً یہی پالیسی عثمانیوں نے اختیار کر رکھی ہے یہ ورد ہر وقت شرک کا کرتے ہیں مگر

مخالفت زیادہ اہلحدیثوں کی کرتے ہیں۔ یعنی جن مقامات پر ڈنکے کی چوٹ شرک ہوتا ہے اور پر ہجوم عرس ہوتے ہیں وہاں موقع پر جا کر تبلیغ نہیں کرتے کہ جواب آں غزل کے طور پر بھی کچھ سن سکیں انہیں علم ہے کہ اگر کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو ہڈی پسلی سلامت نہیں رہے گی اور آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔

اس کے برعکس یہ اہل حدیث نوجوانوں کا شکاریوں کی طرح پیچھا کرتے ہیں اور تاک میں رہتے ہیں کہ کب کس کو لے اڑیں، آستانوں اور نقلی کعبوں کے خلاف لکھے جانے والے پمفلٹ بھی زیادہ تر انہی میں تقسیم کرتے ہیں جو کہ پہلے ہی ان سے بیزار بیٹھے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ اہل حدیث ہی صحیح معنوں میں موحد اور متبع کتاب و سنت ہوتے ہیں توحید کے نام پر ان کی نئی پود کو آسانی سے بے وقوف بنایا جا سکتا ہے۔

افسوس کہ ناپختہ ذہن رکھنے والے نوجوان ان کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اور خام مال کے طور پر ان کے کام آجاتے ہیں ان میں دین کا جذبہ تو وافر مقدار میں ہوتا ہے مگر دین کی نزاکتوں سے آشنا نہیں ہوتے اسی لئے سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد ۔ (ترمذي)

"دین کی سمجھ رکھنے والا شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہوتا ہے"۔

اہلحدیثوں سے اتنا فائدہ اٹھانے کے باوجود یہ ان سے کمال درجے کا بغض رکھتے ہیں اور اپنے دل و دماغ میں ان کے خلاف شدید کدورت رکھتے ہیں۔ اس

سڑیل مزاجی اور چڑچڑے پن کو انہوں نے ایمان کی حقیقت سمجھ لیا ہے اپنے سوا کسی کو بخشنا انہوں نے سیکھا ہی نہیں۔ اللہ والوں سے بگاڑ کر انہوں نے اپنے حق میں اچھا نہیں کیا یہ مصیبت کسی گناہ کی مار معلوم ہوتی ہے۔ یا پھر شاید عثمانی صاحب کسی احساس محرومی یا کمتری کا شکار تھے جس کا انتقام انہوں نے نوجوان نسل کو بزرگان دین کے خلاف کر کے لینے کی کوشش کی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ لوگ الحب في الشيطان والبغض في الشيطان کے مسلک پر کاربند ہو گئے ہوں۔

یہ اپنے آپ کو عثمانی کہلاتے ہیں۔ اگر یہ نسبت خلیفۃ المسلمین کی طرف ہے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایسے تو نہ تھے ان کی حیا، ان کا صبر، اور ان کی تحمل مزاجی تو ضرب المثل ہے۔ انہوں نے تو ان بلوائیوں کے پیچھے بھی نماز پڑھنے کی اجازت دیدی تھی جنہوں نے ان کے قتل کو جائز قرار دے دیا تھا۔ کاش یہ لوگ اپنے نام کے کسی حصہ کی لاج تو رکھ لیتے۔

<u>درد مند موحد :۔</u> ایک تضاد میری سمجھ میں نہیں آیا۔ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی مرحوم نے امام ابن تیمیہ کی کتاب الوسیلہ کا اردو ترجمہ کیا تھا جس کا مقدمہ انہوں نے مسلمان مشرک کے نام سے لکھا تھا جسے عثمانی صاحب نے اپنی تائید میں الگ شائع بھی کیا ہے۔ اس میں ملیح آبادی نے شیخ عبدالقادر جیلانی" اور معین الدین اجمیری" وغیرہما کے بارے میں لکھا ہے کہ "حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی شرک جائز نہیں رکھا"۔ اس فقرے کے تحت حاشیہ میں عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ "ہم اس بات میں مصنف سے اتفاق نہیں کرتے"۔ تو سوال یہ ہے

کہ عثمانی صاحب کے نزدیک حافظ ابن تیمیہ بھی مشرک ہیں اور بزرگوں کو مشرک نہ سمجھنے والے بھی مشرک ہیں تو پھر ان نے مضمون کے آغاز میں صاحبِ مضمون کے بارے میں یہ الفاظ کیونکر لکھ دیئے کہ "ایک دردمند موحد کے دل کی پکار"۔ کیا توحید کے مسئلہ میں اہلحدیث کا موقف مرحوم سے مختلف ہے۔ انہیں کس خوشی میں شرک کے فتویٰ سے نواز دیا گیا ہے تلک اذا قسمة ضیزی۔

ہم جناب ملیح آبادی کے بارے میں عثمانی صاحب کی رائے کو منسوخ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ انہوں نے ان کی "کمزوری" جانی ہے پھر اس پر نوٹ بھی لکھا ہے اور تب بھی انہیں موحد قرار دیا ہے۔ نیز عثمانی حضرات آج تک اس پمفلٹ کو بانٹتے پھرتے ہیں تو کیا یہ سب لوگ اپنے ہی فلسفہ شرک کی زد میں آکر مشرک نہ ہو گئے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

<u>مزید غور :۔</u> یاد رہے عثمانی صاحب توحید خالص کے پہلے ایڈیشن میں حافظ ابن تیمیہؒ اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی بھی بہت تعریف کر چکے ہیں۔ توحید کے میدان میں ان کی مجاہدانہ خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ پھر شاید انہیں بعد میں یاد آیا کہ یہ اصحاب تو تعویذوں کو اور نبی ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پیش ہونے کو جائز جانتے تھے تو اگلے ایڈیشن میں انہوں نے وہ عبارتیں حذف فرما دیں اور وہ بجائے موحد کے مشرک قرار پا گئے تو گزارش ہے کہ کیا پہلا ایڈیشن لکھنے تک عثمانی صاحب ابھی خود بھی شرک کی بھول بھلیوں سے نہیں نکلے تھے؟ ان کے پیرووں کو مزید غور کر لینا چاہیئے نزع سے پہلے پہلے وقت ہے ایسا نہ ہو کسی مسلمان ہستی کو

ند سمجھنے کی غلطی کر کے قعر جہنم میں جاگریں۔

ڈاکٹر صاحب :۔ عمر کے آخری حصہ میں عثمانی صاحب نے اپنے
سالہ حبل اللہ (خاص نمبر مجلہ نمبر ۳ ص ۱۱۴) میں اپنے ایک پیروکار ڈاکٹر
صاحب کی رپورٹ شائع کی تھی کہ انہوں نے کہا کہ "آج اللہ کی بجائے نیک
لوگوں کی پرستش ہو رہی ہے.......... قیامت کے روز جب ان نیک لوگوں کو بتایا
جائے گا کہ یہ تمہارے پجاری ہیں تو وہ نیک ان کی تمام عبادتوں کا انکار کریں
گے"۔ یہ الفاظ لکھنے سے نجانے ان دونوں ڈاکٹروں کا خاتمہ توحید پر ہوا یا نہیں۔

ایک اور ڈاکٹر صاحب :۔ سنا ہے لاہور میں بھی ایک ڈاکٹر صاحب
رہے ہیں جو پہلے ڈاکٹر عثمانی صاحب کی بیعت تھے پھر امام احمد بن حنبلؒ کی شخصیت
ہی کے بارے میں اختلاف رائے ہو جانے سے انہوں نے اپنا الگ مطلب
لیا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحبان کی دلچسپی کی وجہ سمجھ میں نہیں آسکی۔ اب
تک تو یہی سنتے آئے ہیں کہ طب کا موضوع بدن ہوتا ہے۔ مگر یہ سارے ڈاکٹر
بنے ہو کر لوگوں کے ایمان کا آپریشن کرنے لگ گئے ہیں۔ پتہ نہیں ایلوپیتھی میں
یم بی بی ایس کی ڈگری میں اس کی کوئی گنجائش ہوتی ہو گی یا شاید اسٹیتھوسکوپ قسم
کا کوئی آلہ ان کے ہاتھ لگ گیا ہے جس سے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ فلاں مشرک
ہے اور فلاں دوزخی ہے۔

ولا تقف ما ليس لك به علم (بني اسرائيل : ۳۶)

لاہوری پارٹی نے اگر ایک امام احمد بن حنبلؒ کو معاف کر دیا ہے تو اس
سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اونٹ کے بوجھ سے اگر چھلنی اتار بھی لی جائے تو وزن کم

نہیں ہو جاتا۔ اسلام میں ہر مسلمان کی عزت خانہ کعبہ سے زیادہ ہے۔

جس طرح امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں ان کے ضمیر نے ان کو ملامت کیا ہے اور اس مسئلہ پر انہوں نے نظر ثانی فرمائی ہے انہیں اپنے عقائد کے پورے ڈھانچے پر نظر ثانی فرمانی چاہیئے اور اس ذہن کو بدلنا چاہیئے جو پس منظر میں کار فرما ہے۔

اہل حق :۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

لا تزال من متی امة قائمة بامر الله (صحیحین) ۔

معلوم ہوا اہل حق کی جماعت ہمیشہ رہے گی اور اس کا تسلسل کبھی نہیں ٹوٹے گا۔ ظاہر ہے عثمانی گروہ کو پیدا ہوئے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اگر یہ اہل حق ہیں تو کیا یہ اپنے سے پہلے کسی ایسی جماعت کی نشاندہی کر سکتے ہیں جو ہو بہو ان کی ہم خیال ہو ؟ انہی کی طرح ائمہ کرام محدثین عظام اور بزرگانِ دین پر کفر و شرک کا کیچڑ پھینکنے والی ہو۔ اگر کوئی جماعت نہیں تھی اور سوائے خوارج کے یقیناً نہیں تھی تو ثابت ہوا کہ ان کے خیالات فاسد اور بدعت ہیں اور اگر تھی تو وہ کونسی تھی اور اس کا نام کیا تھا اور یہ اس میں کیوں نہ شامل رہے، الگ کیوں ہو گئے۔ کیا یہ جاہلیت نہیں ہے۔ حدیث نبوی ہے :

من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات میتة الجاهلية ۔ (مسلم) ۔

"جو اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے جدا ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا وہ جاہلت کی موت مرا"۔

قیامت کی نشانی :۔ عثمانی گروہ بجائے اہل حق ہونے کے مجھے تو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی لگتا ہے نبی علیہ السلام نے قیامت کی نشانیاں بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ولعن اخر هذه الامة اولها۔ (عن ابي هريرة۔ ترمذي)

"اوراس امت کے پچھلے اپنے پہلوں پر لعنت بھیجیں گے"۔

اہل حدیث کی توحید :۔ عثمانی فرقہ کے لوگ اگر کتاب و سنت کے ساتھ مخلص ہیں تو کیا اہلحدیث کا منشور کچھ اس کے علاوہ ہے مگر افسوس جن کی نگاہوں میں محدثین عظامؒ نہ جچے ہوں ان کے دل میں محدثین کے خادموں کی کیا قدر ہو سکتی ہے اور جن کے دل میں ہے سو ہے اور ہمیں وہی کافی ہے۔ ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

لا يزال طائفة من امتي منصورين لا يضرهم من خذلهم حتى تقوم الساعة قال ابن المديني هم اصحاب الحديث۔ (ترمذي)

"میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ قائم رہے گی اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا رہے گا کوئی رسوا کرنے والا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ حضرت ابن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہلحدیث ہیں"۔

بحمد للہ اہلحدیث توحید و سنت کے معاملے میں ننگی تلوار ہیں یہ بدنام حد تک اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کو چاہنے والے ہیں اس راہ میں انہوں نے بے شمار گالیاں کھائی ہیں، قربانیاں دی ہیں، یہ وہابی اور غیر مقلد کہلوائے صرف اس

لئے کہ یہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ یہ نہ صرف مزاروں پر ہونے والے کاروبار کو بلکہ تقلید جامد کو بھی خالص شرک خیال کرتے ہیں اب اس سے بڑھ کر توحید کا تصور اور کیا ہو سکتا ہے۔

ہماری توحید انشاء اللہ العزیز عثمانیوں کی توحید خالص سے زیادہ خالص ہے جیسا کہ پہلے بتلایا گیا کہ یہ شرک سے نفرت کرتے ہیں مگر شاید اس لئے کہ اس آڑ میں بزرگوں سے نفرت کی جا سکے اور ہم شرک سے اس لئے نفرت کرتے ہیں کہ یہ بذاتِ خود ظلم عظیم ہے اور اللہ تعالٰی کے ساتھ غداری ہے۔ ہمارے مذہب کے اجزائے ترکیبی میں کسی مسلمان بھائی کے خلاف بغض کا عنصر شامل نہیں ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے میدانِ جنگ میں ایک دشمن کو پچھاڑ لیا۔ اس نے ان کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا آپ نے اسے چھوڑ دیا صرف اس لئے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے پر خلوص جذبہ میں شخصی نفرت اور ذاتی انتقام کی آمیزش داخل نہ ہو جائے۔

عثمانی لوگ یوں تو شرک کا بہت تو الگاتے ہیں مگر میں نہیں جانتا کہ ان کے سربراہ کو ساری زندگی میں کبھی تقلید کے خلاف ایک پمفلٹ لکھنا بھی نصیب ہوا ہو حالانکہ قرآن وحدیث کی رو سے بلاشک وشبہ یہ بھی شرک ہے۔

اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ کا اصل مفہوم یہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی صاحب کے اندر حنفیت بدستور چھپی بیٹھی تھی اور تقلید کا بت ان سے نہیں ٹوٹ سکا تھا۔ ایک مقلد اہلحدیثوں کو مشرک کہے، یہ اس صدی کا عجوبہ ہے۔ اور اہلحدیث ایسے شخص کی اتباع کریں یہ اس سے بھی زیادہ

حیرت ناک ہے۔

اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين - (بقرة : ١٦)

"انہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے، پس نہ فائدہ مند ہوتی تجارت ان کی اور نہ ہوئے وہ راہ پانے والے"۔

قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ عثمانی صاحب نے جو توحید پیش کی ہے وہ خالص ہے یا ناخالص، مکمل ہے یا نامکمل۔ کلمہ صرف لا الٰہ الا اللہ نہیں ہے محمد رسول اللہ (ﷺ) بھی ہے۔

نئی بھرتی :۔ ہمیں عثمانیوں کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں البتہ وہ نوجوان جو پہلے اہلحدیث تھے اور اب جاکر ان میں بھرتی ہو گئے ہیں۔ جنہیں کمال عیاری کے ساتھ جماعت اہلحدیث سے بد ظن کر دیا گیا ہے۔ ان کی حالتِ زار پر ہمیں ضرور ترس آتا ہے ان مخلصین کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ آپ جس مقصد کے لئے جنونیوں کے اس گروہ میں تشریف لے گئے ہیں وہ اصلی اور مکمل حالت میں بفضلہ تعالیٰ اپنے ہاں موجود ہے ہم ان کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ جناب آپ سے بھول ہو گئی ہے آپ کو دھوکہ دیا گیا ہے، آپ کی پر خلوص صلاحیتوں کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ سیانے کہتے ہیں کہ جو فتنہ نیکی کے روپ میں آتا ہے زیادہ خطرناک ہوتا ہے، آپ نیک ہیں مگر جن "نیکیوں" نے آپ کو ورغلایا ہے ان کے ارادے نیک نہیں ہیں۔ آپ کی نیکی بے سمجھی کی بناء پر گناہ عظیم بن گئی۔ آپ غیر ثقہ اور غیر یقینی روایات کی بناء پر لوگوں کے دشمن بن گئے۔

يا ايها الذين امنوا ان جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم (الحجرات : ٦)

"اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نقصان پہنچادو نادانی کے ساتھ پھر اپنے کیے پر تمہیں پشیمان ہونا پڑے"۔

یہ ہم سے نہیں ہو سکتا:۔ یقین جانیے ہم میں کمی ہے تو صرف اس چیز کی کہ بزرگانِ دین پر کفر و شرک کی چاندماری نہیں کرتے ہیں جبکہ عثمانیوں کے نزدیک موحد خالص بننے کے لئے شرط ہے کہ ہر مجلس میں اولیائے عظام کو مشرک ثابت کیا جائے۔ ہم میں اتنی جرأت نہیں ہے ہمیں اللہ ایسی جرأت سے بھی بچائے۔ میرے بھائی اگر ہم انہیں کافر و مشرک کہیں گے تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا اپنے ہی ایمان کا ستیاناس ہو جائے گا آسمان کی طرف تھو کا منہ کو آتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

ایما قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما (صحیحین)۔

"جس نے اپنے کسی بھائی کو کافر کہا ان میں ایک ضرور کافر ہو گیا"۔

نیز فرمایا:

اذا قال الرجل هلك الناس فهوا هلكهم۔ (مسلم)۔

"جب کوئی کہے لوگ تباہ ہو گئے تو وہ خود ان سب سے زیادہ تباہ ہے"۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ جو شخص اس لئے کسی مسئلہ میں دلچسپی لیتا ہے تا کہ کوئی نہ کوئی ضرور کافر ہو جائے تو وہ انسان اس کے کافر ہونے سے پہلے خود

فر ہو جاتا ہے۔

کفر و شرک کی توپ چلانا ثواب کا کام نہیں ہے۔ اس سے درجات بلند نہیں ہوتے ہیں۔ حکم تو یہ ہے کہ مشرکوں کو بھی گالی نہ دو۔

لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم ۔ (الانعام : ۱۰۸)

"مت گالی دو ان لوگوں کو جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کو گالی دیں گے زیادتی کے ساتھ بے سمجھی کی وجہ سے"۔

مگر انہوں نے ان کے بنائے ہوئے شریکوں سے بھی درگزر نہ کیا۔

پوسٹ مارٹم :۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بس مُردوں کا پوسٹ مارٹم سیکھ رکھا ہے۔ انہیں مُردہ پرستی کے مقابلے میں مُردہ دشمنی راس آگئی ہے۔ یہ مُردوں کو چیرنے پھاڑنے میں بہت خوش رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ذہنیت غیبت سے بھی بدتر ہے۔

غیبت :۔ پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی بیان کرنا زنا سے زیادہ بُرا ہے۔ (بیہقی)۔
غیبت کو اللہ تعالیٰ نے مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے جس کی غیبت کی جاتی ہے وہ زندہ مگر غیر حاضر ہوتا ہے۔ موقع پر اپنی صفائی پیش کرنے سے قاصر ہوتا ہے اور جو ہمیشہ کے لئے دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی بھی اپنی صفائی میں کچھ کہنے کے لئے نہیں لوٹیں گے انہیں بُرا کہنا کتنا سنگین گناہ ہوگا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الی ما قدموا ۔ (بخاري)

"مُردوں کو گالی نہ دو کیونکہ انہوں نے اپنے اعمال کی جزا پالی ہے"۔

ایک مسلمان کے لئے کفر و شرک سے بڑی گالی کیا ہو سکتی ہے نیز فرمایا:

اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویھم ۔ (ابو داؤد ۔ ترمذي) ۔

"مرنے والوں کی خوبیوں کا تذکرہ کرو اور ان کی برائیوں سے باز رہو"۔

اور فرمایا:

من ذب عن لحم اخيه بالمغيبة كان حقا على الله يعتقه من النار ۔ (بيهقي) ۔

جو شخص غائبانہ اپنے بھائی کے گوشت سے دفاع کرے اللہ کے ذمے ہے کہ اسے آگ سے آزاد کردے"۔

یہ تحریر اسی سلسلے کی ایک کوشش ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے:

ان الله يدافع عن الذين آمنوا ۔ (الحج : ۳۸) ۔

"بیشک اللہ تعالیٰ دفاع کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے"۔

مفلس :۔ قیامت کے دن نہ جانے کتنے بزرگانِ دین ان کی جان کو روئیں گے اور کس کس کا ہاتھ ان کی گردن پر ہو گا، وہ عدالتِ الٰہیہ میں ان کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ دائر کریں گے اور کہہ سکیں گے کہ یا مولیٰ کریم انہوں نے ہماری کردار کشی کی تھی۔ قانون الٰہی کے مطابق پھر ان کی نیکیاں (اگر کوئی محفوظ رہ گئی ہوں تو) ان کو مل جائیں گی اور اگر تب بھی حساب بے باق نہ ہو سکا تو پھر ان

کے گناہ ان کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے۔ (مسلم)۔

انہیں چاہیئے کہ سوچ سمجھ کر فتویٰ لگایا کریں اور اسی قدر لگایا کریں جس قدر یہ بوجھ قیامت کے دن اٹھا سکیں۔

ولیوں کے دھوبی :۔ گالیاں دینے والوں کے بارے میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم ازراہِ مزاح فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مفت کے دھوبی دے رکھے ہیں یعنی یہ ہم لوگوں کے گناہ صاف کرتے ہیں اسی طرح عثمانی فتویٰ بازوں کے متعلق بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ ولیوں کے دھوبی ہیں۔

یہ ضروری نہ تھا :۔ یہ ٹھیک ہے کہ بزرگوں کیطرف منسوب تحریروں سے بہت دنیا گمراہ ہوئی ہے مگر اس کا علاج وہ نہیں تھا جو عثمانیوں نے سوچا کہ سب کو کافر مشرک قرار دے کر مسلمانوں کو ان سے متنفر کر دیا جائے۔ اور ایک قسم کی انارکی پیدا کر دی جائے کیونکہ یہ تو اس سے بھی بڑی گمراہی ہے یہ صراط الذین انعمت علیھم سے دُور لے جانے والی بات ہے بلکہ یہ تھا کہ کہا جاتا تھا یہ تحریریں جھوٹی ہیں، یہ ملفوظات جعلی ہیں، یہ کرامات خود ساختہ ہیں اور ان چیزوں کا جھوٹا ہونا صاف ظاہر ہے۔ واقعتاً گھپیں نظر آرہی ہیں، یہ ناول تو ہو سکتی ہیں، کسی شریف آدمی کے مذہب کا حصہ نہیں ہو سکتیں۔ ان چیزوں سے نفرت دلوانے کے لئے بزرگوں سے نفرت دلوانا ضروری نہ تھا۔ دیکھ لیجئے ہمارے نزدیک ان باتوں کی حیثیت پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں۔ باوجود اس کے ہمارے دل میں بزرگوں کا پورا احترام ہے ان کا احترام ہمیں ان واہیات کو بھی ماننے پر مجبور

نہیں کرتا۔

محبوبانِ خدا :۔ خواہ مخواہ شرک کی گالیاں دینا بھلے مانسوں کا شیوہ نہیں۔ ہم کس طرح بد تمیزی کریں ان بزرگوں کی شان میں جو توحید و سنت کے امام تھے، جو قرآن و حدیث کا خزینہ تھے، جو اسلامی علوم و معارف کا بحر ناپید اکنار تھے، جو تقویٰ کا پہاڑ تھے، جو نیکی کی علامت تھے، جو حجۃ اللہ فی الارض تھے اور جن سے پوری دنیائے اسلام محبت کرتی رہی (سوائے ان نو مولود عثمانیوں کے) اور محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ غلط انسان جمہور مسلمانوں کی محبت سے محروم رہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کرو۔ جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور آسمانوں میں منادی کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، پھر زمین میں اس کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اسی ترتیب سے مبغوض انسان کے لئے زمین میں بغض رکھ دیا جاتا ہے۔ (مسلم)۔

نیز فرمانِ قدسی ہے کہ :

من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب ۔ (بخاري)

"جو میرے ولی کا دشمن ہے میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے"۔

اللہ کے ولیوں کے بغض میں مبتلا ہو کر عثمانی فرقہ نے خود اپنے لئے بغض کی فضا پیدا کر لی ہے۔ انہوں نے اللہ کو بھی اور اللہ کے نیک بندوں کو بھی اپنے سے ناراض کر لیا ہے اور ان سب سے جنگ مول لے لی ہے جو مسلمان بھی ان کی

ذہنیت سے اور انکے اخلاق سے واقف ہو جاتا ہے ان سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

بندوں کے بارے میں مسلمانوں کی شہادت اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر درجہ رکھتی ہے۔ مشہور حدیث ہے نبی ﷺ نے دو جنازوں کے بارے میں فرمایا کہ ایک کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور ایک کی تم نے مذمت کی اس کے لئے جہنم واجب ہو گئی۔ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (صحیحین)۔

اور اہلحدیثوں سے بہتر گواہی کس کی ہو سکتی ہے۔ یعنی جن بزرگوں کے بارے میں اہلحدیث بھی اچھی رائے رکھتے ہوں عند اللہ بھی ان کے اچھے ہونے کا قوی امکان ہے۔ کیونکہ یہی وہ جماعت جو اس آیت کا اوّلین مصداق ہو سکتی ہے۔

وكذالك جلعناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ۔

(بقرة : ۱۴۳) ۔

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ"

حقیقت یہ ہے کہ کسی کے بارے میں نیک نامی اور اچھی شہرت سند کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ اللہ کی رحمت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی:

واجعل لي لسان صدق في الاخرين ۔ (الشعراء : ۸۴) ۔

"اور پچھلوں میں میرا ذکر خیر فرما"۔

پیغمبروں کے بارے میں فرمایا کہ:

وجعلنا لهم لسان صدق عليا ۔ (مريم : ۵۰) ۔

"اور ہم نے ان کے لئے سچائی کی زبان بلند"۔

نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ:

ورفعنا لك ذكرك ۔ (الم نشرح : ٤)

"اور بلند کیا ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر"۔

محمد بن عبدالوہابؒ :۔ ان کے نزدیک شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ بھی مشرک ہیں جنہوں نے سرزمین حجاز سے قبر پرستی کا صفایا کیا، جن کے لٹریچر کی سطر سطر سے قرآن و سنت کی مہک پھوٹ رہی ہے اور جن کی ضربِ توحید سے دلدادگانِ شرک وبدعت ابھی تک اپنی چوٹوں کو سہلا رہے ہیں۔

ان بزرگوں کو مشرک کہنے والے عثمانیو! اور اے توحید کے ٹھیکیدارو! بتلاؤ تم نے کتنے مزار ڈھائے ہیں اور کتنے شرک کے اڈوں پر کلہاڑا چلایا ہے، باتیں تم بہت کرتے ہو، کام بھی کوئی کیا ہے؟ مخنث مردوں کو نامردانگی کا طعنہ دیں! حیرت ہے۔

شاہ ولی اللہؒ :۔ ان کے نزدیک حضرت شاہ ولی اللہ بھی مشرک ہیں جو حجۃ اللہ البالغہ جیسی عظیم انقلابی کتاب کے مصنف ہیں جس میں توحید و سنت اور احکامِ شریعت کے اسرار و رموز کا دریا بہہ رہا ہے۔

عثمانی صاحب نے توحید خالص قسط اوّل میں انفاس العارفین مصنفہ شاہ ولی اللہؒ سے کچھ حوالے دیئے ہیں مثلاً:

آپ کے تایا ابو الرضا روح بھی نکال لیتے تھے اور پھر داخل بھی کر دیتے تھے۔ ص ۱۱۔

آپ کے والد شاہ عبدالرحیمؒ نے ایک شخص کی بدزبان بیوی کی عمر اس کے گھوڑے کو دیدی۔ ص ۴۵۔

شاہ عبدالرحیم شہادت کے بعد اپنی بیمار بیٹی کو دیکھنے آئے اور بتا گئے کہ

گئے کہ کل صبح اسے نجات مل (فوت ہو) جائے گی۔ ص ۴۸۔

شاہ عبدالرحیم کی مرضی کے مطابق انکی موت مؤخر کردی گئی۔ ص ۵۱

وہ اس طرح فنافی اللہ ہوئے کہ ڈھونڈنے سے فرشتوں کو بھی کہیں نہ ملے۔ ص ۵۲۔

ایک روز عصر کے وقت وہ چار کروڑ برس کے لئے غائب ہو گئے اور آغاز آفرینش سے قیامت تک کے احوال ان پر ظاہر کئے گئے۔ ص ۵۲۔

اپنے خادم سے فرمایا کہ قسم خدا اگر زمین کے نچلے طبق میں رہنے والی کسی چیونٹی کے دل میں سو خیالات آئیں تو ان میں سے ننانوے خیالات کو میں جانتا ہوں اور حق سبحانہ سو کے سو خیالات سے باخبر ہے۔ ص ۵۵

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قلم سے یہ انفاس غیر متوقع معلوم ہوتے ہیں۔ دل نہیں مانتا انہوں نے اس طرح کی انہونی باتیں رقم کی ہوں جو صریحاً کذب بیانی کے ذیل میں آتی ہیں۔ شاہ صاحب تو ایک طرف رہے ایسے جھوٹ اور گپوڑ کی امید تو ایک عام مسلمان سے بھی نہیں کی جاسکتی۔ ہم ایسی فضولیات کو نہیں مانتے بلکہ حوالہ جات گزشتہ کی بنا پر شاہ صاحب کو بھی ان لغویات سے بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ یہ سب مقلدین کی شرارتیں ہیں، وہی اس نوع کی تحریروں کے ذمہ دار ہیں اور انہی کو ان سے دلچسپی ہے۔ ہمیں شاہ صاحب کی وہی باتیں پسند ہیں اور صرف انہی باتوں کی وجہ سے ہمارے دل میں ان کا احترام ہے جو کتاب و سنت کی تائید میں لکھی گئی ہیں غیر شرعی باتوں کو ہم ردی کی ٹوکری میں ڈالتے ہیں۔ یہ بھی عرض کردوں کہ اگر بفرض محال ان کی تحریروں میں کوئی اس قسم کی ہفوات پائی گئی ہیں تو وہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ ہمارے ہادی و مقتدر صرف اور صرف

محمد مصطفی علیہ ہیں۔ ہمیں نہ تو محدث دہلوی کو گالی دینے کی ضرورت ہے اور نہ ان کی تقلید کرنے کی۔ ہمارے لئے اس مسئلہ میں کوئی الجھن نہیں ہے۔

نیز اہل علم کو یہ بات معلوم ہے کہ آج سے ڈھائی تین سو سال پیشتر برصغیر پاک و ہند میں شرک و بدعت کا کافی زور تھا۔ ایسے میں ولی اللٰہی خاندان ظلمت میں نور بن کر چمکا اور ان کی کوششوں سے توحید و سنت کو فروغ حاصل ہوا اور قرآن و حدیث کی تعلیم بتدریج نکھر کر سامنے آئی۔ ان کی کتابوں میں بالخصوص شاہ ولی اللہ کی کتابوں میں جو قابل اعتراض پائی جاتی ہیں ہو سکتا ہے وہ بقایا ہو ان کے آبائی مذہب کا۔ ان کی مثال اس شخص سے دی جا سکتی ہے جو سو آدمیوں کو قتل کر کے نیک لوگوں کی بستی کی طرف روانہ ہوا مگر منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے دم توڑ گیا۔ اور جنت کے فرشتے اسے لینے آگئے۔ (صحیحین)۔ شاہ صاحبؒ اور ان کی اولاد نے اس زمانہ میں جو کام کیا غنیمت ہے۔ تقلید آباء کا بت توڑنا معمولی کاوش نہیں ہے۔ کسے معلوم نہیں صرف قرآن پاک کا ترجمہ کرنے کی وجہ سے حضرت شاہ صاحبؒ پر کفر کا فتویٰ لگ گیا تھا۔ باتیں بنانا آسان ہوتی ہیں کام کرنا مشکل ہوتا ہے۔

جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی

کسی شخصیت کو حالات سے الگ کر کے سمجھنے کی کوشش کرنا مناسب نہیں۔ نیز وہ بہر حال انسان تھے ان میں کمزوریاں تھیں پیغمبروں سے ان کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن معترضین سے ان کا مرتبہ بہر حال بہت بلند ہے۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ:۔ انکے نزدیک شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ بھی مشرک

ہیں کیونکہ ان کی عقابی بلکہ خوردبین نگاہوں نے ان میں بھی ایک مشرکانہ بات تاڑ لی ہے انہوں نے اپنی شاہکار کتاب تقویۃ الایمان میں ایک مقام پر غلطی سے یہ لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی یوں کہے یا اللہ! دے عبد القادر جیلانیؒ کے واسطے تو جا ہے ساری کتاب جس میں توحید کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اسے نظر انداز کر دیا اور ایک فقرے کو لے کر رائی کا پہاڑ بنا دینا کوئی ان سے سیکھے۔ حالانکہ تقویۃ الایمان میں شرک کی تمام اقسام بیان کی گئی ہیں اور نہایت تفصیل کے ساتھ ہر ہر قسم کی تردید کی گئی ہے۔ اس کتاب نے شرک وبدعت کی بنیادیں ہلا ڈالی تھیں۔ حامیان شرک وبدعت اس کتاب کو تقویۃ الایمان کی بجائے تفویۃ الایمان اور مصنف کو شہید کی بجائے قتیل کہتے ہیں۔ ایسے عظیم مجاہد کو اگر عثمانی مشرک کہیں تو صد افسوس ہے۔ نہ جانے اس یاوہ گوئی پر زمین پھٹ کیوں نہیں جاتی اور آسمان ٹوٹ کیوں نہیں پڑتا۔ میری رُوح لرز گئی اس وقت جب میں نے ایک عثمانی چھوکرے کو یہ کہتے سنا کہ شاہ اسماعیلؒ اور ابو جہل میں کیا فرق تھا؟ استغفر اللہ من ذالک۔ اتنا غضب تو بریلویوں نے بھی نہیں ڈھایا تھا احمد رضا خاں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ یزید کی طرح تھا اگر کوئی کافر کہے منع نہیں کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔ (ملفوظات: ص ۱۱۰)

سمجھ نہیں آتی کہ یہ عثمانی لوگ توحید کے علمبردار ہیں یا توحید کے دشمن۔ جس نے بھی دنیا میں توحید پھیلائی اور اس سلسلے میں انقلابی کام کیا یہ اس کے ویری ہیں ان کے عزائم ٹھیک نہیں معلوم ہوتے۔

تقویۃ الایمان و معرکۃ الارا کتاب ہے جس سے برصغیر پاک و ہند میں توحید و سنت کی لہر دوڑ گئی اور ایک نئے دَور کا آغاز ہوا جس کے نتیجے میں آج

عثمانیوں کو بھی توحید توحید کی رٹ لگانے کی جرات ہوئی ہے۔

السابقون السابقون اولئك المقربون ۔ (الواقعة)

اس کتاب کے بارے میں یہ بھی عرض کر دوں کہ مصنف مرحوم نے اسے اپنی زندگی کے آخری ایام یعنی ۱۹۴۰ء میں لکھا اور پھر جہاد میں معروف رہ کر ۱۹۴۶ء میں شہادت پا گئے۔

صراط مستقیم :۔ صراطِ مستقیم نامی ایک کتاب سے بھی کچھ قابل اعتراض حوالے دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اسے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تصنیف کہنا ہی غلط ہے۔ وہ دراصل سید احمد شہیدؒ کے خیالات کی ترجمانی ہے۔ مولانا غلام رسول مہرؒ تقویۃ الایمان کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ "صراط مستقیم کے چار باب ہیں صرف پہلا باب شاہ شہیدؒ کا لکھا ہوا ہے۔ مضامین سید احمدؒ صاحب کے ہیں صرب اسلوب بیان شاہ اسماعیل صاحبؒ کا ہے"۔

اس میں شک نہیں بعض اہلحدیث علماء سے ایسی باتیں منقول ہیں جو مسلک اہلحدیث سے مطابقت نہیں رکھتیں جن کا حوالہ دے کر بریلوی علماء تک کہہ دیا کرتے ہیں دیکھو تمہارے فلاں عالم نے فلاں کتاب میں یوں لکھا ہے، ان چیزوں کا فائدہ عثمانی حضرات بھی اٹھالیتے ہیں کیونکہ ان کا تو کام ہی یہی ہے۔

کرامات اہلحدیث :۔ مثال کے طور پر ایک مختصر سا رسالہ بازار میں بکتا ہے جس کا نام ہے "کرامات اہلحدیث" بطور مصنف اس پر مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحومؒ کا نام درج ہے۔ اس میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو عقائد اہلحدیث کے خلاف ہیں، خاص طور پر جو یہ حکایت ہے کہ والی افغانستان امیر حبیب اللہ

منشی محمد سلیمان منصور پوریؒ کو ساتھ لیکر سرہند گئے۔ وہاں انہوں نے مجدد الف ثانیؒ سے رازو نیاز کی باتیں کیں۔ پھر صاحبِ قبر نے قاضی صاحب کا بھی ہاتھ پکڑا اور ان سے بھی گفتگو کی۔

مولانا سوہدرویؒ مرحومؒ کے خیالات سننے پڑھنے کا موقع ملتا رہا ہے زندگی میں تو کبھی ان سے ایسی باتیں نہیں سنی تھیں نہ جانے یہ لطیفوں والی کتاب انہوں نے کب لکھ دی۔

مولانا کے پوتے مولانا محمد ادریس صاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث جیل روڈ کوئٹہ سے بندہ نے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے فرمایا:۔

> "میرا خیال ہے کہ اسے حضرت دادا جان مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی کے نام سے معاون مدیر حکیم سید محمود گیلانی یا کسی اور نے شائع کیا ہوگا اور دادا جان مرحوم نے اسے معمولی جان کر کہ چند ورقہ ہے اس کی پروف ریڈنگ نہ کی ہوگی"۔

اور اگر یہ واقعتاً ان کی تحریر ہے تو گستاخی معاف پھر یہ صحیح نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے صرف یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ولی اہلحدیثوں میں بھی ہوئے ہیں ادھر ادھر سے رطب ویابس اکٹھا کر کے ایک مجموعہ شائع کر دیا ہے اور تحقیق نہ کی کہ یہ واقعات سچے بھی ہیں یا نہیں۔ بالفرض مذکورہ واقعہ میں صداقت کا کچھ شائبہ ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہاتھ اور وہ آواز ممکن ہے کسی جن بھوت کی ہو۔ کیونکہ منصور پوری صاحبؒ نے نہ تو مجدد صاحبؒ کا ہاتھ دیکھ رکھا تھا اور نہ ان کی آواز کو پہچانتے تھے تو انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ مجدد سرہندی ہیں۔ پہچانتے بھی ہوتے تو پھر بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ وہی ہیں۔

کیونکہ شیاطین پیغمبروں کے سوا ہر شکل میں آسکتے ہیں۔

احساس کمتری میں مبتلا ہو کر ہمیں کرامات بیان کرنے کی ضرورت نہیں اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم کرامات کے منکر ہیں بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ کرامات کا ظہور اہلحدیثوں سے ہی ہو سکتا ہے تاہم ہمارے نزدیک ولیوں سے کرامات کا ظہور ضروری نہیں اصل کرامت تقویٰ ہے نہ کہ خوارق۔ یہ کتاب لکھ کر مصنف نے مسلک کی خدمت نہیں کی بلکہ اسے ضعف پہنچایا ہے۔ یہ خالص بریلویانہ انداز ہے یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں بریلوی حضرات زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور وہی اسے چھاپتے ہیں میں بریلوی دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ بھائی آپ اسے کیوں شائع کرتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک یہ باتیں صحیح ہیں۔ اگر صحیح ہیں تو اہلحدیثوں کی ولایت ثابت ہونے سے آپ کا مذہب باطل اور دیوالیہ ہو گیا۔ اگر غلط ہیں تب بھی آپ کا مذہب نہیں بچا کیونکہ آپ نے بھی مان لیا کہ ایسی باتیں لغو ہوا کرتی ہیں۔ تو جو باتیں اہلحدیث بزرگوں کے بارے میں صحیح نہیں ہو سکتیں وہ آپ کے مقبوضہ بزرگوں کے بارے میں کیسے صحیح ہو سکتی ہیں۔

تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی

وہی تیرگی جو میرے نامہ اعمال میں تھی

اس موقع پر مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک ظریف قسم کا اہلحدیث کسی حنفی مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا لوگوں کو نیت کے الفاظ پڑھتے دیکھا تو وہ بھی بولا چار رکعت نماز فرض منہ طرف کعبہ کی، پیچھے اس امام کے، دائیں طرف معراج دین، بائیں طرف سراج دین۔ لوگ کہنے لگے کہ ارے ارے یہ کہاں لکھا ہے۔ اس نے جواب دیا جہاں باقی نیت لکھی ہے اسی صفحہ پر آگے یہ بھی

ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ مولانا سوہدروی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر دراصل
یوں سے خوش طبعی فرمائی ہے۔

یہ کتاب دیکھ کر عثمانی حضرات بھی بہت خوش ہوتے ہیں اور بغل میں
ے پھرتے ہیں جیسے انہوں نے ہماری کوئی کمزوری پکڑلی ہو۔ معلوم ہوتا ہے
ی لوگوں کو ہمارے مذہب کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ بھلا ہمیں کسی کے طعنے
ے کی کیا ضرورت ہے ہماری صحت پر ان باتوں کا اثر نہیں۔ اہلحدیث کسی کے
نہیں ہوتے۔ قدرت نے ان کی پوزیشن بڑی محفوظ اور مستحکم رکھی ہے۔ یہ
ف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جانتے ہیں فقط کتاب و سنت پر ان کا ایمان
ان میں کوئی نقص ہے تو بتلایئے۔

فارجع البصر هل ترى من فطور ۔ ثم ارجع البصر كرّتين ينقلب اليك البصر خاسئا وهو حسير ۔ (الملك) ۔

مارِ برأت :۔ ہم ہبانگ دہل کہتے ہیں کہ اگر کسی اہلحدیث نے بھی کچھ
پ شناپ لکھ دیا ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے ہم اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔

من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعليها ۔ (حم سجدة : ۴۶)

ہم علماء کی لغزشوں کو اپنا عقیدہ نہیں بناتے بلکہ رب العزت کی بارگاہ
سے ان کے لئے معافی چاہتے رہیں ہم اللہ تعالیٰ سے امید واثق رکھتے ہیں کہ وہ
توحید وسنت کے شیدائیوں کی لغزشیں معاف فرمائے گا انشاء اللہ العزیز۔

جس طرح ہم بزرگوں کے مقلد نہیں اسی طرح ہم ان کے دشمن بھی

نہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری نہیں کہ گن گن کر اور نام لے لے کر مشرکوں کی لسٹ تیار کریں۔ یہ بات ہمارے ایمان میں داخل نہیں نہ یہ قرآن وحدیث کا انداز ہے۔ نہ ہم اس چیز کے مکلف ہیں کہ ہر زید وبکر کے بارے میں فیصلہ کرتے پھریں کہ کون مومن ہے کون کافر ہے، کون موحد ہے کون مشرک ہے، کون جنتی ہے اور کون دوزخی ہے۔ یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ اسے کس کا اسلام منظور ہے اور کس کا منظور نہیں ہے اور کس کا منظور نہیں ہے۔ وہ قیامت کے روز خود اس چیز کا فیصلہ فرمادے گا کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ اختیار استعمال کر کے اللہ عالم الغیب کا شریک بن بیٹھے۔

الله يحكم بينهم يوم القيامة فيما كانوا فيه يختلفون ۔

(البقرة : ۱۱۳)

قرآن کی زبان میں پیغمبر تک نے یہ ارشاد فرمادیا کہ :

ما ادري ما يفعل بي ولا بكم ۔ (الاحقاف : ۹)

"میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا"۔

ہم اتنی بات جانتے ہیں کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں ذرہ برابر بھی شریک مانتا ہے یا مُردوں سے مدد مانگتا ہے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو چھوڑ کر غیر کی بات کو حجت مانتا ہے وہ گمراہ ہے اور مشرک ہے۔ لیکن یہ نشاندہی کرنا کہ بزرگانِ دین میں سے کون کون مشرک تھا یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے یا پھر عثمانی حضرات جانتے ہوں گے۔ ہم عاجز گنہگار خود کو اس فیصلے کے قابل نہیں پاتے اور اللہ تعالیٰ سے بصمیم قلب معافی کے خواستگار ہیں۔

ر اور جہنمی :- ذرا ان کا انداز ملاحظہ ہو :

ایک طرف قرآن ، احادیث صحیحہ ، اجماع صحابہؓ، امام ابو حنیفہؒ اور امام بخاریؒ کا یہ فیصلہ ہے کہ رُوح بدن سے نکلنے کے بعد مُردہ جسم میں قیامت سے پہلے واپس نہیں آسکتی اور نہ دنیاوی جسم سے اس کا تعلق ہی باقی رہتا ہے۔ یہ قبر کے مُردے بالکل مُردہ ہیں ان میں جان کی رمق تک نہیں ہوتی۔ دوسری طرف امام احمد بن حنبلؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، ابن کثیرؒ اور ایک جم غفیر ہے جو مُردہ جسم میں قیامت سے پہلے رُوح کے واپس آجانے کا قائل اور اسی دنیاوی قبر میں مُردہ پر عذاب یا راحت کے سارے حالات کے گزرنے کا اقراری ہے۔ یہ دونوں عقیدے جو قرآن و حدیث کی تصدیق یا تکذیب کرتے ہیں ایک نہیں۔ ان میں زمین و آسمان کی دُوری اور ایمان و کفر کا فرق ہے۔ ایک کا ماننے والا بہر حال دوسرے کا کافر ہے۔ (عذاب برزخ : ص ۲۶)

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی ﷺ سلام سنتے ہیں یا آپ پر درود و سلام پیش ہوتا ہے اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ :

"اس پر نماز ہی کیا حج اور زکوٰۃ کچھ بھی فرض نہیں اگر اس پر کچھ فرض ہے تو وہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ"۔ (حبل اللہ خاص نمبر : مجلہ نمبر ۳ ص ۴)۔

رحمۃ اللہ علیہ :- یہ کسی بزرگ کو رحمۃ اللہ تک کہنے کے روادار نہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ سب انکے نزدیک مشرک ہیں یہ بات صریحاً نام لے کر

مشرک کہنے کے برابر ہے۔ عام ملنے والوں کو السلام علیکم کہہ لیتے ہیں۔ بزرگوں کو رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے گریزاں ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں ایک جیسے دعائیہ کلمے ہیں بلکہ سلام کا مرتبہ رحمت سے زیادہ ہے۔ سلام نبیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جب زندوں کے لئے السلام علیکم کہنے سے پہلے یہ جاننا ضروری نہیں کہ مخاطب موحد خالص ہے یا نہیں تو مُردوں کو رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے پہلے یہ معلوم کرنا کیوں ضروری ہو گیا کہ وہ خاص قسم کا موحد ہو۔ کیا بس انہیں مُردوں ہی سے دشمنی ہے؟ اوروں کیلئے (رح) لکھنے کی توفیق نہیں مگر عثمانی صاحب کے لئے جلی حروف میں رحمۃ اللہ علیہ لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اگر رحمۃ اللہ علیہ کہنے کے لئے جنتی ہونا ضروری ہے تو کیا یہ عثمانی صاحب کو جنت میں دیکھ آئے ہیں یا ان کو الہام ہوا ہے کہ وہ جنتی ہیں یا ان کے پاس غیب کا علم ہے یا ان کے پاس اس چیز کا ثبوت ہے کہ ان کا خاتمہ یقیناً ایمان پر ہوا تھا۔ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک انسان جنمیوں والے عمل کرتا ہے مگر ہوتا جنتی ہے اور ایک دوسرا شخص جنتیوں والے عمل کرتا ہے مگر ہوتا جہنمی ہے کیونکہ آخری اعمال معتبر ہوتے ہیں۔ (صحیحین)۔

<u>بیان :۔</u> جن بزرگوں کو انہوں نے حوالوں کی حوالات میں ڈال رکھا ہے ان کے بارے میں کہتے رہتے ہیں کہ ہم انہیں اس وقت تک مشرک سمجھتے رہیں گے جب تک انکا تردیدی بیان ہمارے سامنے نہ آجائے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ :

الا الذين تابوا واصلحوا وبينوا فاولئك اتوب عليهم وانا التواب الرحيم ۔ (البقرة : ١٦٠)

”مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور نیکی کی اور بیان کیا پس میں ان کی توبہ

قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں"۔

بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ تم کب سے تھانے دار لگے ہوئے ہو اور ہیں کس نے ان کی تحقیقات کرنے کیلئے ریمانڈ دے رکھا ہے۔ میرے بھائی! وہ پ سے معافی کی درخواست نہیں کرتے نہ انہیں آپ کے حضور اقبالی بیان دینے ضرورت ہے ان کا اللہ مالک ہے۔ رہائی کے لئے انہیں آپ سے سرٹیفکیٹ نے کی ضرورت نہیں۔

تفسیر ابن کثیرؒ میں مختلف حوالوں سے لکھا ہے کہ سیدنا علیؓ فجر کی نماز ادا رہے تھے کہ ایک خارجی نے انہیں دیکھ کر یہ آیت پڑھی:

لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین ۔

(الزمر: ٦٦)

"اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا"۔

سن کر آپؓ نے نماز ہی میں یہ آیت پڑھ ڈالی کہ:

فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون ۔

(روم : ٦)

"پس صبر کر! بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے اور نہ سبک کر دیں تجھے وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے"۔

بینوا کا جو معنی عثمانیوں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے وہ صحیح نہیں۔ یہ آیتیں یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کتمانِ حق کرتے ہیں اور کتاب اللہ کو چھپاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اسے بیان کریں اور

اس چیز کی تلافی کریں تب ان کی توبہ قبول ہو گی۔ جہاں تک ائمہ کرامؒ اور محدثین عظامؒ کا تعلق ہے کیا انہوں نے قرآن وحدیث سے کوئی شے چھپائی ہے۔ ان کی تو عمر گزر گئی یہی بیان کرتے : قال قال رسول اللہ ﷺ۔ نیز معافی مانگنے کیلئے ضروری نہیں کہ وہ تحریری ہو اور سب کے سامنے ہو یہ اللہ اور بندے کے درمیان معاملہ ہے ہم اور آپ بیچ میں دخل دینے والے کون ہوتے ہیں۔

شرک اور مشرک :۔ بحث و تمحیص اس بارے میں تو ہو سکتی ہے کہ یہ کفر ہے یہ شرک ہے یہ بدعت ہے، فسق وفجور ہے، نفاق ہے مگر مسلمانوں کے بارے میں اس قسم کی ہرزہ رسائی کرنا کہ وہ کافر ہے، وہ مشرک ہے، وہ بدعتی ہے، وہ منافق ہے، وہ فاسق ہے، فاجر ہے، دوزخی ہے یہ غلط بات ہے اس سے فضا خراب ہوتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے :

ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن ۔ (النحل: ۱۲۵)

"اپنے رب کی راہ کی طرف بلا حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور بحث کر ان سے پسندیدہ طریقے سے"۔

بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا واسطہ خالص مشرکوں سے تھا وہ انہیں مکہ کی تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر مارا کرتے تھے تاہم ان کی زبان سے جو کلمہ نکلتا تھا وہ یہ نہیں تھا کہ ابو جہل مشرک ہے، ابولہب مشرک ہے، عتبہ مشرک ہے، شیبہ مشرک ہے بلکہ یہ تھا کہ احد احد ۔

جہنم کی فوج :۔ یعنی بحث مسائل پر ہونی چاہیئے۔ عثمانیوں نے اشخاص پر

شروع کر دی ہے اور انہیں جہنم رسید کرنا شروع کر دیا ہے جیسے جہنم کے داروغہ نے انہیں اپنی فوج میں بھرتی کر لیا ہو۔

صلح واتحاد کی ضرورت :۔ مسلمانوں کے درمیان اتحاد واتفاق اور صلح وآشتی قائم رکھنا اس قدر ضروری ہے کہ اس کیلئے جھوٹ تک بولنا جائز رکھا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا :

ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس ويقول خير وينمي خيرا - (صحيحين) -

”وہ جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور اچھی بات کہے اور اچھی بات پہنچائے“۔

داناؤں کا قول ہے :

دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

خلق نبوی ﷺ :۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے :

اني لم ابعث لعانا وانما لبعثت رحمة - (مسلم)

”میں لعنت کرنے والا نہیں، رحمت بنا کے بھیجا گیا ہوں“۔

نیز فرمایا :

لا تلاعنوا بلعنة الله ولا بغضب الله ولا بجهنم - (ابو داؤد ترمذي)

”کسی کو اللہ کی لعنت، اللہ کے غضب اور جہنم کے ساتھ بد دعا نہ دو“۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ نجات کی کیا

صورت ہے ؟ تو فرمایا کہ :

املك عليك لسانك ويسعك بيتك وابك على خطيئتك ۔

(ترمذي)

"اپنی زبان کو قابو میں رکھ۔ تیرا گھر تجھے کافی ہو اور رو اپنے گناہ پر"۔

جب گناہوں پہ پڑی اپنے نظر   نگاہوں میں کوئی بُرا نہ رہا

مسلمان :۔ جو شخص بھی بظاہر اسلام قبول کر لے ہمیں اسے مسلمان سمجھنا چاہیئے آگے اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہی اس کا مقام متعین فرما سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں۔ وہ یہ کام کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال کو محفوظ کر لیا سوائے اسلامی حق کے اور حساب ان کا اللہ پر ہے"۔ (عن ابن عمرؓ بخاری ص ۸)۔

مومن :۔ البتہ مومن کا لفظ بولنے میں احتیاط کرنی چاہیئے کیونکہ اسلام کا تعلق ظاہر سے ہے اور ایمان کا تعلق باطن سے۔ قرآن پاک میں ہے :

قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما يدخل الايمان في قلوبكم ۔ (الحجرات : ١٤) ۔

"بدویوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے۔ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا"۔

نبی ﷺ کچھ مال تقسیم فرمارہے تھے کہ سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ فلاں کو بھی واللہ وہ مجھے مومن نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایایا مسلمان۔ (بخاری ص ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر کس وناکس کو نہ تو مومن کہنے کی دلیری کرنی چاہیئے اور نہ مسلمان سمجھنے میں دل چھوٹا کرنا چاہیئے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ لفظ اسلام بولنا بہتر ہے اس لئے کہ وہ ظاہر سے معلوم ہے ایمان اندرونی معاملہ ہے جسے سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

کفر کفر میں فرق ہے :۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سباب المسلم فسوق و قتاله كفر۔ (مسلم ج۱ ص۵۸)۔

"مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے"۔

نیز فرمایا کہ :

لا ترجوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض ۔(ایضاً)

"میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو"۔

قرآن پاک میں ہے :

"جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب ہوا اور اس پر اس کی لعنت ہوئی اور اس نے اس کے لئے عذاب عظیم تیار کیا۔(النساء : ۹۳)۔

ان حوالہ جات کے مطابق کفر اور جہنم کا فتویٰ نہایت نازک صورت اختیار کر جاتا ہے مگر جلدبازی سے پہلے اس آیت کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے کہ :

وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا ۔ الآیة (الحجرات : ۹) ۔

"اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں"۔

معلوم ہوا کہ مسلمان آپس میں لڑ پڑیں تو دائرہ اسلام سے نہیں نکل جاتے اسی لئے امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے کفر دون کفر (ص۹) یعنی کفر کفر میں فرق ہوتا ہے۔ یعنی ایک کفر وہ ہوتا ہے جس سے انسان خارج عن الاسلام ہو جاتا ہے اور ایک کفر کو ہم گناہ کبیرہ کہہ سکتے ہیں۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں :

ان الکفر قد یطلق علی غیر الکفر ۔ (بحوالہ حاشیہ بخاری ص۹) ۔

"کفر کا اطلاق کبھی کفر کے علاوہ پر بھی ہوتا ہے"۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں :

"اس قسم کے کفر سے انسان مذہب و ملت سے کلیۃً خارج نہیں ہو جاتا جیسے زانی، شرابی اور چور اسلام سے نکل نہیں جاتے البتہ وہ مومن کہلانے کے بھی حقدار نہیں رہتے۔ (کتاب الصلوۃ ص۴۸۹)۔

احتیاط :۔ کافر کہنے میں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے اندازہ فرمایئے کہ ایک لڑائی کے دوران میں کئی مسلمانوں کا ایک مشرک قاتل سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کی زد میں آگیا۔ اس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا لیکن سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھ کر اسے مار ڈالا کہ اس نے جان بچانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ نبی ﷺ ان پر شدید خفا ہوئے اور فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟ تمہارے

پاس اس کے لاالٰہ الا اللہ کا کیا جواب ہے ؟ (مسلم ج ا ص ۶۸)۔

قرآن مجید میں بھی ہے :

ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مومنا ۔ (النساء : ٩٤)

"اور جو تمہاری طرف سلام ڈالے اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے"۔

قرآن پاک میں ہے :

ان المنافقن في الدرك الاسفل من النار ۔ (النساء : ٤٥)

"منافقین آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے"۔

نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔بات کرے تو جھوٹ بولے ،وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور امانت میں خیانت کرے۔ (صحیحین)۔

کیا عثمانی صاحبان کا ضمیر ان دونوں قسم کی منافقتوں کو یکساں سمجھنے کے لئے تیار ہے۔ ثابت ہوا کہ کسی کا کافر یا منافق ہونا اور بات ہے اور کسی کے بیچ میں کفر و نفاق کی کوئی صفت ہونا اور بات ہے۔ ضروری نہیں کہ کسی میں کفر و نفاق کی کوئی صفت ہو اور وہ در حقیقت کافر و منافق بھی ہو۔

نبی ﷺ نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ایک بات سے ناراض ہو کر فرمایا کہ :

انك امرؤ فيك جاهلية (بخاري ص ۸۹۲)۔

"تجھ میں جاہلیت ہے"۔

کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ جاہل تھے ؟

منطقی کفر :۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے :

من ترک الصلوۃ متعمدًا فقد کفر ۔

"جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا"۔

فرمایا :

بین العبد وبین الکفر ترک الصلاۃ (مسلم)

"ترکِ نماز کفر ہے"۔

اور فرمایا کہ :

لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب ۔ (صحیحین)

"جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں"۔

اگر منطقی انداز اختیار کیا جائے اور کہا جائے کہ جس نے نماز میں فاتحہ نہ پڑھی اس نے نماز نہ پڑھی اور جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہو گیا۔

اب حضرت امام ابو حنیفہؒ سے لے کر اب تک کے تمام حنفی مقلدین حالتِ اقتداء میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے لہٰذا ان کی نماز نہیں اور جب ان کی نماز نہیں تو لازماً سب کافر ہوئے۔ (معاذ اللہ)۔

کیا عثمانی حضرات کو اس منطقی اندازِ کفر سے اتفاق ہے ؟

ایک شخص نے خود کشی کر لی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔ (بخاری ص ۱۸۲)۔

معلوم ہے کہ جنت صرف کافروں اور مشرکوں پر ہی حرام ہے مسلمان

جلد یا بدیر جنت میں داخل ہو ہی جائیں گے۔

بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے والا کافر ہے لہٰذا اس کا جنازہ جائز نہیں ہونا چاہیئے مگر علامہ نوویؒ فرماتے ہیں : حسن نخعیؒ، قتادہؒ، مالکؒ، ابو حنیفہؒ، شافعیؒ اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ (شرح مسلم حوالہ تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۶۱)۔

معلوم ہوا کہ ان سب ائمہ کے نزدیک وہ مسلمان ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا۔ نبی ﷺ نے ریاکاری اور بدشگونی کو بھی شرک قرار دیا ہے اور یہ سب کے نزدیک قابلِ بخشش ہے ظاہر ہے کہ یہ بھی بہت بڑا تعارض ہے۔ اب ان تعرضات کو آپ کیسے رفع فرمائیں گے۔ اس قسم کی بیسیوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

یہ بھی مشرک :۔ عثمانی مذہب کے مطابق مشرکین کی فہرست اس وقت نامکمل رہ جائے گی جب تک کہ کچھ اور لوگوں کو بھی اس کی لپیٹ میں نہ لے لیا جائے ان کرم فرماؤں کے تیر نظر سے گھائل ہونے والوں کے کچھ مزید اعداد و شمار ملاحظہ ہوں۔

تعویذ :۔ ان کے نزدیک تعویذ کرنے کرانے والے بھی بلا استثناء سب مشرک ہیں۔ اس لئے کہ مسند احمد میں روایت آتی ہے کہ جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

بات یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث مسند احمد، ابوداؤد یا تفسیر ابن کثیرؒ میں آتی ہیں اور یہ سب ان کے نزدیک مشرک ہیں۔ کیا مشرکوں کی مانی کی ہوئی

حدیثوں پر اعتبار کرنا اور ان سے استدلال کرنا شرک نہیں۔ تعویذوں کے سلسلہ میں عرض کر دوں کہ اگر ان میں غیر اللہ سے استمداد کی گئی ہو تو ان کے شرک ہونے میں شبہ نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی گئی ہو یا اس میں قرآنی آیات لکھی ہوں تو ایسے تعویذوں کو بھی حدیثوں کے اطلاق کی بناء پر (روحانی عاملوں کی علی الرغم) شرک کہا جائے گا۔ بلکہ دیگر مفاسد کی بناء پر اور بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ وہ شرک نہیں جس سے انسان خارج عن الاسلام ہو جائے اگر اس طرح لوگ مشرک بننے لگیں تو شرک کی تلوار سے کوئی نہیں بچ سکے گا مثلاً پہلے ضمناً ذکر آچکا ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

ان یسیرا الریاء شرك ۔ (ابن ماجة)

"ذرا سی ریاکاری بھی شرک ہے"۔

اس شرک سے شاید ہی کوئی محفوظ رہتا ہو فرمایا :

الطیرة شرك ۔ (ابو داؤد)

"بدشگونی شرک ہے"۔

یہ کمزوری بھی کس میں نہیں پاجاتی ؟ قرآن مجید میں ہے کہ

افمن اتخذ الهه هواه (الفرقان: ۴۳) ۔

"کیا پس جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا"۔

اپنی خواہش کو معبود کس نے نہیں بنایا؟ فرمایا :

واقیموا الصلوة ولا تکونوا من المشرکین ۔ (الروم : ۳۱)

"اور نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو جاؤ"۔

نماز کا تو خیر ہر ایک نہیں اقامتِ نماز کا مجرم کون نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ

ﷺ نے ترک نماز کو کفر و شرک فرمایا ہے۔ (مسلم ٦١) کیا نمازوں کا تارک ایک نماز کا تارک بھی واقعی کافر و مشرک ہے۔ یہ سوچنے کی بات ہے۔

پٹن صاحب کا مذہب :۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک خفیف قسم کا ک ہوتا ہے جسے نبی ﷺ نے ابن ماجہ کی ایک روایت کے مطابق شرک خفی یا احمد کی روایت کے مطابق شرک اصغر قرار دیا ہے۔ یہ گناہ تو بیشک ہوتا ہے شرک بھی کہہ سکتے ہیں تو ایسا شرک نہیں جس سے انسان اسلام سے ہاتھ بیٹھے وہ اللہ کے نزدیک مسلمان ہوتا ہے گو اسے عثمانیوں کے نزدیک مسلمان ں ہونا چاہیے اس فرق کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ کیپٹن صاحب کا مذہب وجود میں آیا یہ غلط مبحث ہی ان کے عقائد باطلہ کی بنیاد بنا ہے۔

ہوریت :۔ جمہوریت کے بارے میں عثمانی صاحب کی کوئی تحریر میری سے نہیں گزری۔ البتہ ان کے مریدوں کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے یک ووٹ ڈالنا بھی شرک ہے۔ اس مسئلہ میں اصلاح کی واقعی بہت گنجائش ہے کوئی اس کا نعم البدل نظام مل جائے تو ہمیں اسے قبول کر کے بہت خوشی ہو گی م یہ آمریت سے بہر حال بہتر ہے اسے شرک کہنا تو ایسے ہی ہے جیسے جیوں کا تحکیم کو کفر کہنا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو تو جمہوریت کو نے کی چنداں ضرورت نہیں مسلمانوں کا امیر اللہ کی کسی تازہ وحی کے ساتھ بلکہ وشاورھم فی الامر کے تحت بندوں کی آراء ہی سے منتخب ہوتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہر کس و ناکس کو حق رائے دہی نہیں ملنا چاہیے یہ نہایت غلط طریق کار ہے یہ گدھے اور گھوڑے کو برابر سمجھ لینے سے بھی بڑا ظلم ہے اس طوفانِ

بد تمیزی سے ملک میں کسی صالح انقلاب کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ آپ اس جمہوریت کو جتنا بُرا سمجھتے ہیں میں اسے اس سے بھی زیادہ بُرا سمجھتا ہوں میرے نزدیک یقیناً اصحاب الرائے اور نمازی اور پرہیزگار قسم کے مسلمان ہی ووٹنگ کے اہل ہونا چاہئیں مگر یہ بھی تو ایک محدود قسم کی جمہوریت ہی ہے۔ جمہوریت اگر شرک ہے تو کیا شرک ذرا سا جائز ہے۔

نیز عرض ہے کہ یہ ملک ووٹ سے بنا ہے اور ووٹ ہی سے اس کا نظام قائم ہے۔ اگر ووٹ لینا دینا شرک ہے تو اس مشرکانہ ماحول میں رہنے کی بجائے عثمانیوں کو ایسی جگہ تشریف لے جانا چاہئے جہاں ان کے مسلک کا نظام قائم ہو۔ ایسا نظام قائم ہو جو عثمانی صاحب نے متبادل کے طور پر پیش کیا ہو۔

الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها ۔ (النساء : ۹۷) ۔

"کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم ہجرت کر جاتے"۔

حضرت :۔ ایسے لگتا ہے جیسے انہیں شرک کا ہلکو لیا ہو گیا ہو انہیں لفظ شرک کی بو آنے لگی ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو حضور یا حضرت کہنا بھی شرک ہے کیونکہ اس کے معنی حاضر ہونے کے ہوتے ہیں بل کی کمال انتہا اسی کو کہتے ہیں۔ جو لوگ نبی ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں وہ ان الفاظ پر گزارہ نہیں کرتے۔ ان الفاظ کی حیثیت فقط تعظیم کی سی ہے۔ حاضر و غائب دونوں کے لئے ان کا استعمال شائع و ذائع ہے یہ الفاظ لوگ ان شخصیات کے لئے بھی بول لیتے ہیں جن کسی کے نزدیک بھی حاضر ناظر نہیں اور اہلحدیث بھی بولتے ہیں جن کا یہ مسلک ہی نہیں۔ بلکہ عثمانی صاحب بھی بولتے ہیں جنہیں اپنی توحید کا بہت غرہ ہے۔ مثلا

توحید خالص میں بے شمار جگہ پر انہوں نے بزرگوں کے لئے حضرت کا لفظ بھی خود استعمال کیا ہے۔

اگر کہا جائے چونکہ لوگ ایسا لکھتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی طوعاً یا بادلِ ناخواستہ لکھ دیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ لوگ تو پھر ساتھ رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں وہ تو نہیں انہوں نے لکھا۔

البتہ ان کی تحریروں میں نبی ﷺ کے لئے مجھے حضرت یا حضور کا لفظ دکھلائی نہیں دیا اس سے پہلے مجھے اندازہ نہیں تھا کہ نبی ﷺ کے ساتھ ان کی عداوت یہاں تک بڑھی ہوئی ہے اور ان کا کوراپن یہاں تک ترقی کر گیا ہوا ہے۔

نیز گزارش ہے کہ اگر حضور یا حضرت کے لفظ سے حاضر سمجھا جا سکتا ہے تو زمانہ حال کے صیغوں سے حیات بھی سمجھنی چاہئے مگر عثمانی صاحب کو اس سے بھی کوئی پرہیز نہیں بے دریغ ایسے الفاظ لکھ دیتے ہیں جن میں زمانہ حال کا پایا جاتا ہے جیسے توحید خالص ج ا میں فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ لکھتے ہیں ص ۴۔ علی ہجویری لکھتے ہیں ص ۱۰۔ حضرت علی ہجویری فرماتے ہیں ص ۲۳۔ (مجدد الف ثانی) ارشاد فرماتے ہیں ص ۳۸۔ ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں ص ۲۲ وغیرہ۔

مگر نبی ﷺ کے لئے ایسے صیغے استعمال نہیں کئے۔ اس بحث سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ عثمانی صاحب کے نزدیک اور بزرگ تو سب زندہ بھی ہیں اور حاضر بھی ہیں۔ صرف نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں کیا یہ شرک نہیں بلکہ گستاخی بھی نہیں۔

اس مشکل کا حل بھی خود عثمانی صاحب کی ایک تحریر سے ہی ہمیں مل

جاتا ہے۔ جو لوگ السلام علیکم یااہل القبور سے مُردوں کی زندگی پر استدلال کرتے ہیں انہیں عثمانی صاحب یوں جواب دیتے ہیں :

یہ سب عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ عربی دان جانتا ہے کہ یہاں یا سے خطاب مراد نہیں بلکہ دعا مراد ہے۔ (یہ مزار یہ میلے۔ ص ۱۹)

اسی طرح میں کہتا ہوں کہ حضور والا! یہ حضرت والا اعتراض بھی اردو زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ نیز سب نمازی التحیات میں یہ پڑھتے ہیں : السلام علیك ایها النبي (صحیحین) حالانکہ آپ ﷺ بالیقین حاضر نہیں ہیں۔

آپ نے چاند دیکھنے کی یہ دعاء ارشاد فرمائی :

اللهم اهله علینا بالامن والایمان والسلامة والاسلام ربي وربك الله (ترمذي) ۔

"یا اللہ! اس چاند کو امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ ہمارے اوپر طلوع فرما۔ (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے"۔

چاند دکھلائی ضرور دیتا ہے مگر حاضر نہیں ہے نہ وہ خطاب کے قابل کوئی چیز ہے۔

اس قسم کے اعتراضات سے نہ صرف عثمانی اپنے مسلک و نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ ہمارے لئے بھی مشکل پیدا کرتے ہیں حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنے والے کہہ سکتے ہیں کہ جب آپ کے اپنے بقول صرف لفظ حضرت سے حاضری ثابت ہو سکتی ہے تو السلام علیکم یا اهل القبور یا السلام علیك ایها النبي سے حاضری کیوں ثابت نہیں ہو سکتی؟

انہیں بھی فارغ کیجئے :۔ اگر عثمانی فرقہ نے سلف صالحین کو اسلام سے نکال باہر کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو گزارش ہے کہ پھر شرک ہی ایسی چیز نہیں جو مخرج عن الاسلام ہو اور بھی بہت کچھ ہے جس کی مدد سے جو بچے کچھے لوگ رہ گئے ہیں انہیں بھی اسلام سے فارغ کیا جا سکتا ہے۔ ابلیس شرک کر کے کافر نہیں ہوا تھا بلکہ فرمایا:

ابی واستکبر وکان من الکافرین ۔ (البقرۃ : ۳۴)

"اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا"۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من عصاني فقد ابی ۔ (بخاري)

"جس نے میری نافرمانی کی اس نے "اِبا" یعنی انکار کیا"۔

نیز فرمایا کہ جس کے دل میں رائی برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا (مسلم)

معلوم ہوا کہ جس کے دل میں رائی برابر کبر ہے اس کے دل میں رائی برابر ایمان نہیں۔

اب جو خطائیں ابلیس کے کافر ہونے کا باعث بنی تھیں یعنی "اِبا" اور "کبر" ان سے کون مسلمان محفوظ رہ گیا ہے ؟ نافرمانی سے تو ہمارے اور آپ کے باپ بھی نہیں بچ سکے تھے۔

عصی آدم ربہ فغوی ۔ (طٰہٰ : ۱۲۱)

"نافرمانی کی آدم نے پس بھٹک گیا"۔

قرآن مجید میں صاف آتا ہے کہ :

اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ۔

(آل عمران : ۳۲)

"اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو پیغمبر کی .... اگر وہ پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا"۔

معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کرنے والے کافر ہیں۔ سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما حج تمتع کے قائل نہیں تھے جو کہ قرآن وحدیث کا مسئلہ ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک گدھا حرام نہیں تھا۔ امام مالکؒ سے ایک جواز کا قول ملتا ہے۔ (نووی ج ۲ ص ۲۱۹)۔

عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور جابر بن عبداللہؓ کے متعلق آتا ہے کہ وہ متعہ کے قائل تھے۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۵۰)

سیدنا عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، ابی بن کعبؓ اور امام بخاری صرف دخول سے غسل واجب نہیں جانتے تھے۔ (بخاری ص ۴۳)۔

عبداللہ بن مسعودؓ معوذتین کو قرآن کا حصہ نہیں مانتے تھے۔ وہ رکوع میں دونوں ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے درمیان رکھتے تھے۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۰۲)۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عورتوں کے لئے ریشم کا استعمال جائز نہیں جانتے تھے۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۹۱)۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ معراجِ جسمانی کے قائل نہیں تھے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۳)۔

اسی طرح عموماً ہر بزرگ سے کوئی نہ کوئی خلاف شرع شے مل جاتی ہے

ہر خلاف شرع لغزش پر فتویٰ لگانا شروع کر دیا جائے تو "مشرکین" کی طرح
فروں" کی فہرست بھی بہت طویل ہو جائے گی۔ اگر کافر بنانا جائز نہیں تو
رک بنانا کیوں جائز ہے، اگر وہ جائز ہے تو یہ جائز کیوں نہیں؟

امام ابو حنیفہؒ کے اکثر اقوال خلافِ شرع ہیں تبھی صاحبینؒ نے تین
تھائی مسائل میں ان سے اختلاف کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ (در مختار
)

ان دونوں پارٹیوں میں سے کس کو کافر کہو گے؟ امام صاحب کے
یک مدت رضاعت ڈھائی سال ہے۔ (ہدایہ کتاب الرضاع) جو قرآن کے
یح خلاف ہے انکے نزدیک حلالہ کی کاروائی مؤثر ہے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۳۷۶)
ر عند الشرع لعنتیوں والا کام ہے۔

ان کے نزدیک ماں بہن سے نکاح کر کے صحبت کرنے پر حد نہیں۔
ایہ ص ۴۹۰) ان کے نزدیک گھر میں نقب لگا کر ہاتھ اندر داخل کر کے کوئی
ے نکال لے تو قطع ید نہیں۔ (ہدایہ ص ۵۱۹)۔ ان کے نزدیک شراب کی بہت
قسمیں حلال ہیں۔ (کتاب الاشربہ، ہدایہ)

لگائے فتویٰ کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون ۔ (مائدة :
۴۴)

"اور جو نہ حکم کریں اس چیز کے ساتھ جو اتاری اللہ تعالیٰ نے پس وہ کافر
ہیں"۔

بلکہ میں سمجھتا ہوں قرع نعال یا قلیب بدر والی روایتیں در حقیقت نبی

ﷺ سے مروی ہیں تو سب سے پہلے آپ ﷺ پر فتویٰ لگنا چاہیئے۔ (معاذ اللہ) تاکہ خارجیوں والی سنت پر پورا عمل ہو جائے بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھی لگنا چاہیئے جس نے نبی ﷺ کو پیغمبر بنایا اور یہ آیت نازل فرمادی :

ان اللہ یسمع من یشاء ۔

"اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سنادیتا ہے"۔

کیونکہ میت کے بارے میں اگر سن لینے کا عقیدہ رکھنا ہی شرک ہے تو شرک ایک منٹ کیلئے بھی جائز نہیں اور کسی کیلئے بھی جائز نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

من رغب عن سنتي فليس مني : (بخاری ص ۷۵۷)

جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں"۔

اب مثلاً جن دوستوں کی داڑھیاں نہیں ہیں یا ہیں تو سہی مگر سنت کے مطابق نہیں، انہیں امت محمدیہ (یا کم از کم اپنی جماعت) سے خارج کر دیجئے۔ قرآن مجید میں ہے کہ :

احل اللہ البیع وحرم الربا ۔ (بقرۃ : ۲۷۵)

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے"۔

مگر جو جوان بینکوں میں نوکریاں کرتے ہیں میں حیران ہوں ان کے لئے عثمانیوں میں گنجائش کیسے نکل آئی جب کہ سودی کاروبار کرنے والوں کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کا اعلانِ جنگ ہے۔ (بقرۃ : ۲۷۹) ان کے مذہب کی مجھے سمجھ نہیں آئی۔ کسی سر پیر کا پتہ نہیں چلا۔ یہ کیا تک ہے جو یہ کہے میت سلام سن لیتی ہے وہ ان کے نزدیک مشرک اور دوزخی ہو جاتا ہے اور اس کے

پیچھے نماز ناجائز ہو جاتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کھلی جنگ لڑنے والوں کو سینے سے لگا کر اپنے گروہ میں شامل کر لیتے ہیں حالانکہ سود کی کمائی بالاتفاق حرام ہے اور اسے جائز سمجھنا باجماع مسلمین کفر ہے۔

بعد نماز دعا:۔ اہل حدیثوں سے یارانہ توڑ کر جدا ہو جانے والے عثمانیوں کو ہم سے کچھ اور بھی شکایات ہیں مثلاً یہ کہ ہم نمازوں کے بعد باجماعت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اس پر بڑی فتویٰ بازی اور لے دے ہوتی رہتی ہے۔یار لوگوں نے اسے بھی زندگی موت کا مسئلہ بنا رکھا ہے ان کا دعویٰ ہے کہ نبی ﷺ نے نماز استسقاء کی علاوہ کسی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا نہیں مانگی۔لاریب کہ اس صورت خاص کی پابندی کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نظر سے نہیں گزری البتہ اتنا مروی ہے کہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے تو فرمایا: جوف الليل الاخر ودبر الصلوات المكتوبات ۔ (ترمذي) "رات کے پچھلے حصے میں اور فرضی نمازوں کے بعد"۔جب یہ ثابت ہو گیا کہ نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے اور قبولیت کا وقت ہے تو آگے سنئے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

ما من عبد يرفع يديه حتى يبدو بياض ابطه يسال الله مسئلة الا اتاها اياه مالم يعجل ۔ (عن ابي هريرة . ترمذي . ابواب الداعوات)

"جو بندہ بھی ہاتھ اوپر اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی سوال (مسئلۃ) کرے اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کرتا ہے بشرطیکہ جلدبازی نہ

کرے"۔

لفظ مسئلہ کی عمومیت سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا کہ استسقاء کے علاوہ بھی کبھی کسی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جا سکتے ہیں۔ سورج گرہن کے موقع پر بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی"۔ (عن عبدالرحمن بن سمرہ مسلم ج۱ص ۲۹۹)۔

آپ ﷺ نے جنت البقیع میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ (عن عائشہؓ مسلم ج۱ص ۳۱۳)۔

فتح مکہ کے موقع پر کوہِ صفا پر چڑھ کر آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ (عن ابی ہریرۃ، مسلم ج۲ص ۱۰۳)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جمرتین کے پاس ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو یونہی دیکھا ہے۔ (بخاری ص ۲۳۶)۔

ایک دفعہ نبی ﷺ ہاتھ اٹھا کر اللھم امتی کہہ کر رونے لگے۔ (عن عبداللہ بن عمرو بن عاص۔ مسلم)۔

ایک مرحوم و مغفور صحابی کے لئے ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ: اللھم ولیدیه فاغفر - (عن جابر مسلم) "یا اللہ اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے"۔

اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ عموماً دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام جو ہر ضروری اور غیر ضروری باتوں میں آپ کی اتباع کرنے والے تھے کیا خیال ہے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے ہوں گے۔

صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حدیث آتی ہے

کہ دورانِ خطبہ جمعہ میں ایک اعرابی نے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جو قبول ہوئی۔ اگلے جمعہ کو پھر دورانِ خطبہ میں اسی اعرابی یا کسی اور شخص نے بارش بند کرانے کے لئے دعا کی درخواست کی تو پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی جو قبول ہوئی۔ (ص ۱۲۷)۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ نمازِ استسقاء کے علاوہ بھی دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھایا جاسکتا ہے نہ صرف بارش مانگنے کے لئے بلکہ اس کے برعکس بارش رکوانے کے لئے بھی۔

نیز بخاری شریف کی ایک دوسری روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا اجتماعی طور پر مانگی گئی تھی صحابہ کرام بھی ہاتھ اٹھا کر اس دعا میں شامل ہوئے تھے۔ (ص ۱۴۰)

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارا رب حیادار اور کریم ہے جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے تو انہیں خالی لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے۔ (عن سلیمان ترمذی)

فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے مانگو تو سیدھے ہاتھوں کے ساتھ مانگو، الٹے ہاتھوں سے نہیں۔ (عن مالک بن یسار، ابوداؤد)۔

رہ گئی وہ حدیث جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں مروی ہے:

كان النبي ﷺ لا يرفع يديه في شيء من دعائه الا في الاستسقاء وانه يرفع يديه حتي يرى بياض ابطيه۔

"نبی ﷺ صرف استسقاء کے موقع پر ہاتھ اٹھاتے تھے اور اتنا اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی"۔

تواس کا جواب اس حدیث کے الفاظ میں موجود ہے یعنی اتنے مبالغہ سے نہیں اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جائے مطلق اٹھانے کی نفی نہیں ہے۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ استسقاء کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر بات یہ نہیں ہے۔ نبی ﷺ سے بے شمار مقامات پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے۔ تیس کے قریب روایتیں تو میں نے صحیحین سے جمع کر کے باب صفۃ الصلوٰۃ شرح مہذب کے آخر میں ذکر کی ہیں۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ عام دعاؤں میں بہت اونچے نہیں ہاتھ اٹھاتے تھے یا ممکن ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے واقعی نہ دیکھا ہو بلکہ دوسروں نے دیکھا ہو۔(شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۳)۔

یہ دونوں احتمال ممکن ہیں پہلے احتمال کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا ہے:

ان رفعكم ايديكم بدعة ما زاد رسول الله ﷺ على هذا يعني الى الصدر (مسند احمد ج۲ ص۱۳۹)

"تمہارا ہاتھ اٹھانا بدعت ہے نبی ﷺ سینے سے اوپر نہیں اٹھاتے تھے"

دوسرے احتمال کی مثال یہ دی جا سکتی ہے۔ صحیحین کی روایتوں سے نبی ﷺ کا صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنا ثابت ہے مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو کہنے لگے کہ مجھے پتہ ہی نہیں ہے۔ (بخاری ص ۱۵۷) تو اس کا بھی یہی جواب ہے کہ آپ نے اس پر چونکہ دوام نہیں فرمایا اس لئے کسی نے دیکھا کسی نے نہ دیکھا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو حالتِ نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے دیکھا تو فرمایا کہ نبی ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ اٹھاتے تھے۔(تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۲۴۵)(بحوالہ مجمع الزوائد ہیثمی۔طبرانی)۔

بروایت فضل بن عباسؓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

"نماز کے بعد سیدھے ہاتھوں سے یارب یارب کہہ کر دعا مانگو"(ترمذی)

مختصر یہ کہ نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے۔ ہاتھ اٹھانا اس کے آداب میں شامل ہے۔ تاہم یہ نمازیوں کی مرضی ہے کہ وہ ہاتھ اٹھا کر مانگیں یا بغیر ہاتھ اٹھائے مانگیں۔ فرداً فرداً مانگیں یا مل کر مانگیں سب جائز ہے۔ صحیح اور خصوصی ثبوت کے بغیر ہر قسم کی پابندی سے گریز کرنا چاہیئے اسے ضروری سمجھنا اتنا ہی غلط ہے جتنا کہ اس سے منع کرنا۔اس مسئلہ میں تشدد اور تفریق بین المسلمین روا نہیں۔

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے اور کوئی حرج نہیں ہے۔(تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۲۴۶)۔

جو لوگ اس موقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے خلاف ہیں میں ان سے پوچھتا کہ پھر اس سے بہتر اور کون سا موقع ہے ؟ ہم لوگوں سے کہتے ہیں کہ غیروں سے نہ مانگو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی چھوڑ دیا ہے، یہ کیسی توحید ہے ؟

البتہ عثمانی صاحب کے ہم مسلک حنفیہ کا رویہ عجیب ہے یہ ہر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر برائے نام دعا کرنا ضروری سمجھتے ہیں حتیٰ کہ اس کی خاطر مسنون اذکار تک کو ترک کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی کسی کتاب میں یہ مسئلہ بیان نہیں ہوا۔ پتہ نہیں یہ کس کے مقلد ہیں بریلوی حضرات تو اور بھی بہت گل کھلاتے ہیں مگر

یہ قوم تو ویسے ہی مرفوع القلم ہوتی ہے انہیں شاید پوچھنے والا ہی کوئی نہیں۔

وتروں میں دعائے قنوت :۔ اہلحدیثوں کے بارے میں انہیں یہ بھی شکوہ ہے کہ یہ وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ چونکہ خاص اس بارے میں واقعی کوئی صحیح حدیث نہیں اس لئے وہ اسے کمزور بھی خیال نہیں کرتے تاہم عثمانیوں کا اسے بدعت کہنا اور اس جیسے مسائل کی آڑ لے کر نوجوانوں کو ورغلانے کی کوشش کرنا زیادتی ہے۔ دیانتداری کے ساتھ کسی کا ضمیر ایک مسئلہ کے بارے میں مطمئن نہ ہو تو وہ بیشک اس پر عمل نہ کرے کوئی پہاڑ نہیں ٹوٹ پڑتا ترک مذہب عقل سے باہر ہے۔ کئی اہلحدیث نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگتے۔ وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت نہیں پڑھتے تو کسی نے ان کا چالان تو نہیں کر دیا۔ اہلحدیث مسلک میں تقلید کی جکڑ بندیاں نہیں ہیں یہاں تحقیق کا دروازہ کھلا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں بات کسی کی سمجھ میں آتی ہے ٹھیک ہے۔

زیر بحث مسئلہ کے بارے میں عرض ہے۔ ایک ہے وتروں میں دعا قنوت کا پڑھنا اور ایک ہے اس کے لئے ہاتھوں کا اٹھانا۔

نبی ﷺ نے وتروں میں یہ قنوت پڑھنے کی تعلیم دی۔

اللهم اهدني فيمن هديت ....الخ (عن حسن بن عليؓ ۔ ابوداؤد ۔ ترمذي ۔ نسائي ۔ ابن ماجة) ۔

آپ وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے :

اللهم ان اعوذ برضاك من سخطك الخ (ابو داؤد ۔ ترمذي

- نسائي - ابن ماجة) -

بعض لوگوں کو ان روایتوں سے مغالطہ لگ جاتا ہے جن میں یہ ہے کہ آپ نے ایک مہینہ دعائے قنوت پڑھی اور پھر چھوڑ دی۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ ان روایتوں میں قنوت نازلہ کا ذکر ہے جو پنج وقتہ نمازوں میں پڑھی گئی تھی۔ بیشک صحیح مسلم کی احادیث کا مطالعہ فرمالیں۔

اصل مسئلہ جو قابل غور ہے وہ وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنے کا ہے باوجود تلاش بسیار کے کم از کم میرے ناقص علم میں ابھی تک کوئی صحیح حدیث نہیں آئی البتہ اس مسئلہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے (مسند احمد) تو اسے بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ فرضی اور نفلی نمازوں کے مابین شرائط و آداب کا فرق نہیں۔ نیز جزء رفع یدین بخاری میں ابن مسعود سے اور قیام اللیل میں مروزی میں ابن مسعود کی علاوہ حضرت عمرؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ سے اور کچھ تابعینؒ سے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے۔ (بحوالہ تحفۃ الاحوذی ج ص ۳۴۳)۔

لہذا قنوتِ وتر میں اگر ہاتھ اٹھالئے جائیں تو جواز کی گنجائش بہر حال نظر آتی ہے کیونکہ ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں شامل ہے۔ تاہم ہمارے نزدیک نہ صرف ہاتھ اٹھانا واجب نہیں بلکہ سرے سے دعائے قنوت ہی واجب نہیں البتہ عثمانی صاحب کے اصلی مذہب حنفی میں قنوت وتر کا وجوب ضرور محل نظر ہے اور قنوت کے لئے تکبیر تو بالکل بلا دلیل اور بے موقع ہے۔

اذان اور امامت پر اجرت لینا :- انہیں ایک یہ شکایت ہے کہ

جو امام اور مؤذن اجرت پر دین کا کام کرتے ہیں یہ قرآن آیات کا انکار ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ امام اور مؤذن تنخواہ نہ لیں۔ قرآن مجید میں جو بات بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ پیغمبروں نے اپنی (کافر) قوموں سے کہا کہ ہم تم سے معاوضہ نہیں مانگتے یہ حرمت کی دلیل نہیں ہے۔ نہ مانگنا اور چیز ہے حرام ہونا اور چیز ہے۔ پیغمبروں نے اگر مطالبہ نہیں کیا تھا تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ حرام تھا بلکہ اس لئے کہ وہ حد درجہ بے لوث تھے نیز پیغمبروں کا اپنی کافر اور دشمن قوموں سے اجرت کا طلب نہ کرنا اور کسی امام اور مؤذن کا ایک اسلامی ادارے میں بطور ملازمت منسلک ہو کر مشاہرہ وصول کرنا دو مختلف چیزیں ہیں۔ بینهما بون بعید .... دینیات کی ملازمت پر اجرت وصول کرنے سے قرآن مجید اور صحیح حدیث میں منع نہیں کیا گیا بلکہ اسکے برعکس ملاحظہ فرمائیے کہ سب سے بڑی چیز قرآن مجید ہے اسکے بارے میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله ۔ (بخاري ص۴۵۸)

"تم کتاب اللہ پر مزدوری خوشی لے سکتے ہو"۔

حق مہر خالص مالی معاملہ ہے قرآن مجید میں ہے کہ :

ان تبتغوا باموالكم (النساء)

"کہ تلاش کرو تم اپنے مالوں کے ساتھ"۔

لیکن نکاح کے خواہشمند ایک صحابی کے پاس مہر میں دینے کو کچھ نہ تھا تو فرمایا:

اذهب فقد انكحتها بما معك من القرآن (عن سهل بن سعد ۔ بخاري ص۷۷۴) ۔

تیرے پاس جو قرآن ہے جا اس کے عوض میں نے تیرا اس عورت سے نکاح کیا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھا کر اجرت لی جا سکتی ہے۔

ابو داؤد میں ایک روایت آتی ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اصحاب صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن مجید پڑھایا تو نبی ﷺ نے انہیں ان سے کسی قسم کا معاوضہ لینے سے منع فرمایا۔ مگر یہ روایت صحیح نہیں۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت نہ لینے کی روایتیں ضعیف اور نا قابلِ احتجاج ہیں۔ بالفرض وہ تمام مل کر کسی قابل ہوں تو بھی جواز والی روایتیں مقابلتاً زیادہ صحیح اور قوی تر ہیں نیز بقول حافظ ابن حجرؒ وہ روایتیں مختلف حالات کے بارے میں ہیں اور ان میں تاویل کا احتمال ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۱۶۹)۔

عثمان بن ابی العاصؓ سے نبی ﷺ نے فرمایا:

اتخذ مؤذنا لا ياخذ على اذانه اجرا (ترمذي)

"وہ مؤذن رکھو جو اذان پر اجرت نہ لے"۔

مگر ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے اذان سکھلائی، میں نے اذان دی، جب اذان سے فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی۔ (نسائی)۔ معلوم ہوا کہ یہ حکم استحباب کے لئے ہے۔

دینی ملازمتوں پر اجرت نہ لینے کا اگر کوئی جبری قانون ٹھونس دیا جائے تو اس سے صرف غریب مولوی اور مؤذن ہی متاثر نہیں ہوں گے بلکہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلامیات پڑھانے والے اساتذہ اور پروفیسرز بھی اس کی زد میں آئیں گے بلکہ قرآن و حدیث کی اشاعت کا کاروبار کرنے والے ادارے

بھی اس کے رگڑے میں آجائیں گے یہ اسلامی کتب خانے اور یہ تاج کمپنیاں سب بند ہو جائیں گی بلحہ خلفائے راشدین کے مشاہرے بھی زیر بحث آئیں گے ان کے بارے میں عثمانیوں کو از سرِ نو غور کرنا پڑے گا کہ ان کے پیچھے بھی نماز جائز تھی یا نہیں (معاذ اللہ) کیونکہ وہ اپنے دورِ خلافت میں نمازوں کے امام بھی ہوا کرتے تھے۔ اگر کوئی کہے کہ وہ تو حکومت کے اور بھی کئی کام کرتے تھے تو گزارش ہے کہ ان کے پیش نظر سب سے اہم کام نماز ہی ہوتا تھا چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کو لکھا تھا کہ :

ان اهم امورکم عندي الصلوة۔ (مؤطا امام مالك)۔

"میرے نزدیک تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے"۔

نیز مسجدوں میں بھی صرف اذان اور نماز نہیں ہوتی دیگر خدمات بھی ہوتی ہیں، صفائی ہوتی ہے، حفاظت ہوتی ہے، انتظام ہوتا ہے، تعلیم ہوتی ہے، تدلیس ہوتی ہے بلحہ سب سے بڑی بات یہ کہ باقاعدہ ملازمت اور ڈیوٹی ہوتی ہے۔

میں معترضین سے درخواست کرتا ہوں کہ مشورہ دینے یا فتویٰ لگانے کی بجائے خود کسی قابل ہو کہ مسجدوں میں تشریف لائیں اور باقاعدگی کے ساتھ پنجوقتہ اذانیں دیں اور پابندی کے ساتھ پوری نمازیں پڑھائیں اور بغیر تنخواہ سارا کام کریں تاکہ پتہ چلے توحید خالص والوں کے دل میں اسوہ ہائے حسنہ کی کتنی قدر ہے خالی تنقید کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ دراصل اس کی تہہ میں جو بات نظر آتی ہے وہ یہی ہے کہ عثمانی صاحب کے بڑوں کا یعنی قدمائے حنفیہ کا یہی مذہب تھا کہ اسلامیات پر اجرت لینا جائز نہیں۔ (ہدایہ ج ۳ ص ۳۵۲)۔

تازہ خبر :۔ مگر عثمانیوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ متاخرین احناف کا قول اس سے مختلف ہے۔ لکھا ہے کہ :

اب ہمارے بعض مشائخ نے تعلیم قرآن پر اجرت کو مستحسن قرار دے دیا ہے اس لئے کہ اب امور دینیہ میں سستی ظاہر ہونے لگی ہے تو روکنے سے قرآن کی حفاظت متاثر ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ہدایہ ج ۳ ص ۲۵۲)

اور عثمانی حضرات غالباً چاہتے بھی یہی ہیں کہ دینی ادارے کسی طرح بند ہو جائیں نیز در مختار میں لکھا ہے :

اب فتویٰ یہی ہے کہ قرآن اور فقہ کی تعلیم پر اور امامت پر اور اذان پر اجرت لینا صحیح ہے۔

اہلحدیث نام :۔ انہیں ایک یہ اعتراض بھی ہے کہ لوگ دیوبندی، بریلوی، اہلسنت یا اہلحدیث کیوں کہلاتے ہیں سیدھی طرح مسلمان کیوں نہیں کہلاتے جو اللہ کا تجویز کردہ نام ہے۔

جہاں تک دیوبندی، بریلوی یا حنفی شافعی کا تعلق ہے بندہ ان کے ساتھ کافی حد تک متفق ہے۔ یہ نسبتیں اگر صرف اسکولی حد تک رہتیں تو حرج نہیں تھا جیسے ندوی، سلفی، علیگ وغیرہ لیکن چونکہ یہ اصولی اور تقلیدی ہو گئی ہیں اس لئے اس میں واقعی حرج ہے۔ البتہ لفظ اہلحدیث یا اہلسنت پر اعتراض ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ آپ انسان ہو کر کھوکھر صاحب، شیخ صاحب، چوہدری صاحب یا زید عمرو بکر کیوں بلاتے ہیں۔ اہلحدیث یا اہل سنت ہونا مسلمان ہونے کے منافی نہیں

ہے اہلحدیث نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ کئی مسلمان کہلوانے والے ایسے ہیں جن کی وفاداریاں حدیث شریف کے ساتھ مشکوک ہیں۔

حد یہ ہے کہ مرزائی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مصر ہیں حالانکہ وہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جاچکے ہیں شیعہ بھی اپنے آپ کو مسلمان بلکہ مومن کہتے ہیں حالانکہ سنت کے دشمن ہیں۔ پرویزی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ منکرین حدیث ہیں مقلدین بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ یہ حدیث پر قول امام کو ترجیح دیتے ہیں۔ بریلوی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ ان کے خداؤں کا شمار نہیں دیوبندی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ ان کا قلبی لگاؤ مدینہ منورہ سے کم اور دیوبند سے زیادہ ہے۔ عثمانی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ یہ ڈاکٹر مسعود عثمانی صاحب کے مقلد اور اہلحدیثوں کے سخت مخالف ہیں اور انہیں مشرک کہتے ہیں۔ تو اہلحدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان جو قرآن کے علاوہ حدیث کو بھی مانتے ہیں اور اسے اس کا صحیح مقام دیتے ہیں امتیاز پیدا کرنے کے لئے اس وصف کا بیان کرنا ضروری تھا۔ تعارف اور پہچان کے لئے توصیفی نام گناہ کی بات نہیں اللہ تعالیٰ نے کہیں یہ حکم نہیں دیا کہ تم اپنے آپ کو صرف مسلمان کہو۔ کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ خود یہ لوگ اپنے آپ کو عثمانی یا توحیدی یا حزب اللہ کیوں کہتے ہیں۔ مسلمان نام ان کے کسی لٹریچر میں نہیں دیکھا گیا بلکہ ان کی کتابیں بھی توحید ہیں ان کی مسجدیں بھی توحید ہیں، ان کی سڑکیں بھی توحید ہیں اصولاً انہیں توحید کی نہیں اسلام کی تبلیغ کرنی چاہیئے۔

کراچی میں جماعت ثب

کے نام سے ایک فرقہ قائم ہے ان کی ان کے ساتھ بھی بن نہیں آئی۔ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے مگر اس کے ننانوے نام ہیں ہم کئی ہیں ہمارا نام ایک ہو یہ کیا فلسفہ ہے۔ کیا ناموں کا تعدد بھی شرک کو مستلزم ہے؟ اچھی اور امتیازی صفتوں کی بناء پر خود قرآن وحدیث میں مسلمانوں کو بے شمار ناموں سے یاد کیا گیا ہے مثلاً مومنین، قانتین، مجاہدین، مہاجرین، انصار، عباد الرحمٰن، صحابہ، تابعین، اہل قرآن، اہل بدر، حزب اللہ، اصحاب الشجرہ، نبیین، صدیقین، شہداء، صالحین، صدیق، فاروق، حواری، امین، طیار، سید الشہداء وغیرہ۔

نیز یاد رہے کہ مسلمان صرف امت محمدیہ کا نام نہیں اہل حق کا ہمیشہ یہی نام رہا ہے مثلاً حضرت نوحؑ مسلمان تھے۔ (یونس: ۷۲)

ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد مسلمان تھے۔ (بقرۃ ۱۳۱تا۱۳۳)۔

لوطؑ مسلمان تھے (زاریات: ۳۶)

یوسفؑ مسلمان تھے۔ (یوسف: ۱۰۱)

قوم موسیٰ مسلمان تھی۔ (یونس: ۸۴)

اور قوم عیسیٰ بھی مسلمان تھی۔ (مائدہ: ۱۱۱)

(علیہم الصلاۃ والسلام) تاہم اللہ تعالیٰ نے انہیں امتیاز کی بناء پر اہلِ کتاب بھی کہا، نصاریٰ بھی کہا، حواری بھی کہا، اہلِ تورات بھی کہا۔ (بخاری ص ۱۱۱) اہلِ انجیل بھی کہا (مائدۃ: ۴۷) حنیف بھی کہا۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ناموں سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں اگر کوئی نام اسلام کی ضد ہو، کتاب وسنت سے رابطہ کو کاٹنے والا ہو، مسلمانوں کی وحدت کو

پارہ پارہ کرنے والا ہو اور اس سے فرقہ واریت پیدا ہوتی ہو جیسے کسی مقلد جامد کا حنفی، شافعی، جعفری وغیرہ ہونا تو یہ بیشک مضر ہے لیکن اگر کوئی نام قرآن وسنت کے ساتھ تعلق کو مزید مضبوط اور استوار کرنے والا ہو تو یہ نہ صرف جائز بلکہ اوروں سے ممتاز کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ نہ صرف سنت نبوی حدیث ہے بلکہ قرآن بھی حدیث ہے بلکہ بہترین حدیث ہے۔ (مسلم ج۱ص ۲۸۴) بلکہ احسن الحدیث ہے۔ (سورۂ زمر : ۲۳)۔

بنابریں سنت الٰہی کے مطابق قرآن وحدیث سے خصوصی تعلق رکھنے کی وجہ سے اگر ہم اپنے آپ کو اہلحدیث کہلائیں تو کیا اعتراض ہے؟ بلکہ غنیمت سمجھنا چاہیئے اور اللہ کا شکر بجا لانا چاہیئے کہ اس گئے گزرے دَور میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے بلاخوف لومۃ لائم کتاب وسنت کو اپنے سینوں سے لگایا ہوا ہے لفظ اہلحدیث ہماری ایجاد نہیں یہ نام سلف صالحین کے زمانہ سے چلا آرہا ہے کس کس کو مشرک کہیے گا۔

لفظ مسلمان :۔ ویسے مجھے خوشی ہے عثمانیوں کو لفظ مسلمان پسند ہے لیکن یہ بتلادوں کہ حدیث کی رو سے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں مگر نہ جانے یہ کیسے مسلمان ہیں جن کی زبان اور قلم سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہا شاید اس لئے کہ ان کے نزدیک مسلمان ہی کوئی نہیں۔

عثمانی اہلحدیث مساجد میں :۔ تعجب ہے ایک طرف یہ لوگ اہلحدیثوں کو ایک فرقہ سمجھتے ہیں، مشرک سمجھتے ہیں پھر سلام پھرنے کے بعد ان کی مسجدوں میں نماز پڑھنے بھی آجاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی

مسجد کو مسجد ضرار سے تعبیر فرمایا ہے جہاں مسلمانوں کو کھڑے ہونے کی اجازت ہی نہیں۔ (توبہ ص ۱۰۸) بقول بعضے خود ان کے ایک معتبر گورونے کہا یہ مسجدیں ان کے نزدیک استنجاخانوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔

اس سے بڑھ کر ستم یہ کہ پھر اہلحدیث وغیرہ حضرات کو ساتھ ملا کر جماعت بھی کرادیتے ہیں لوگ انہیں اہلحدیث سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا نبی ﷺ نے کبھی مشرکوں کو جماعت کرائی تھی۔ امام پیشوا ہوتا ہے، امام دلیل ہوتی ہے اس بات کی کہ جو مذہب مقتدیوں کا ہے وہی مذہب امام کا ہے تو کبھی اتفاقاً یا شاذونادر نہیں بلکہ جان بوجھ کر مشرکوں کی امامت کو معمول بنالینے سے کیا امام صاحب خود مشرک نہ ہوگئے۔ امام مسلمان ہو اور مقتدی مشرک ہو کیا اس طرح جماعت ہو جاتی ہے۔ کیا یہ جماعت جماعت کے حکم میں ہے اور کیا اس ڈرامے سے انہیں جماعت کا ثواب مل جاتا ہے؟ کیا یہ ان کا اخلاقی فرض نہیں کہ پہلے بتلا دیا کریں کہ لوگو! میں مسلمان ہوں اور تم سب مشرک ہو تاکہ پھر جس کا جی چاہے اقتداء کرے اور جس کا جی چاہے نہ کرے۔ نمازیوں کو دھوکہ میں رکھنا اور فراڈ کرنا تو بہت بُری بات ہے یہ شریف آدمی کے شایان شان نہیں۔ حدیث نبوی ہے کہ من غش فليس منا (عن ابي هريرة - ترمذي) "جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔ اہلحدیثوں کو مشرک سمجھنے کے باوجود اہلحدیث مساجد میں خود کو اہلحدیث ظاہر کرنا دھوکہ دہی کے علاوہ بدترین ریاکاری بھی ہے جو بذاتِ خود شرک ہے۔ یہ بریلوی مساجد کا رخ نہیں کرتے اہلحدیثوں میں گھس کر فتنہ وضلالت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور امامت کے شوق میں رفع یدین کے مخالف ہونے کے

باوجود رفع یدین کر کے نماز پڑھاتے ہیں کیا یہ منافقت نہیں۔ ان کا تقویٰ کیا کہتا ہے انہیں اپنے آپ کچھ خیال کرنا چاہیئے۔

مشترکہ جلسے :۔ ان کے نزدیک اہلحدیثوں کا قصور یہ بھی ہے کہ یہ غیر مسلک والوں کے ساتھ مل کر جلسے کرتے ہیں۔ بندہ کو اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ ایک صحیح مقصد کے حصول کے لئے باہم مل کر کام کرنے میں کیا قباحت ہے۔ کیا اشتراک بھی شرک کے زمرہ میں آجاتا ہے؟ اللہ بیشک لاشریک ہے تو کیا اب یہ بھی لاشریک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ :

تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان

(مائدة : ۲)

"نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں مدد نہ کرو"۔

معلوم ہے کہ بنو خزاعہ (مشرکین) مسلمانوں کے حلیف تھے اور ان کی حمایت ہی کے سلسلہ فتح مکہ کا موقع پیدا ہوا تھا۔ (سیرت النبی ﷺ ص ۴۷۳)۔ ورنہ تو شرائط حدیبیہ کی رو سے مسلمان دس برس تک مکہ پر یلغار نہیں کر سکتے تھے۔

غزوہ حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ دو ہزار غیر مسلم (طلقاء) تھے۔ (سیرت النبی ۳۹۱)۔

غزوہ خیبر میں ایک شخص نے نہایت بہادرانہ جنگ لڑ کر اور زخموں سے چور ہو کر خودکشی کر لی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اعلان کر دو :

لا يدخل الجنة الا مومن ان الله يؤيد الدين بالرجل الفاجر (بخاري ص ٦٠٤) ۔

"جنت میں صرف ایمان والے داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ دین کی مدد فاجر کے ذریعے بھی کر دیتا ہے"۔

باوجود اس کے کہ نبی ﷺ نے علم وحی کی بناء پر پیشگی اس چیز کی اطلاع دیدی تھی کہ یہ شخص جہنمی ہے تاہم آپ نے اس کی خدمات کو قبول فرمایا۔

خدانخواستہ بھارت اگر پاکستان کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنانا چاہے اور کوئی ملک مدد کو آئے تو کیا پہلے اس سے یہ پوچھیں گے کہ بتاؤ تم مسلمان بھی ہو یا نہیں بلکہ یہ بھی بتاؤ کہ تمہارا احمد بن حنبل کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ابن تیمیہ کے بارے میں کیا نظریہ ہے تم شاہ ولی اللہ کو کیا سمجھتے ہو۔ سماع موتی کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ تمہارے ہاں اعمال پیش ہونے کی کیا صورت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یا اللہ نہ کرے ان عثمانیوں میں کوئی کسی مصیبت میں پھنس جائے اور کوئی ہمدرد انہیں چھڑانا یا بچانا چاہے تو کیا یہ اس سے دریافت کریں گے کہ اوّلاً یہ بتلاؤ کہ تم عثمانی مارکہ موحد خالص بھی ہو یا نہیں؟ میرے بھائی حصول مدد کے لئے اگر اسلام کی یا مسلک کی شرط لگا دی جائے تو افغانستان کب کا روس میں ضم ہو چکا ہوتا بلکہ گرم اور کھارے پانی کے کنارے جنم لینے والی عثمانیت بھی عالم برزخ کو سدھار چکی ہوتی۔

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذوفضل على العالمين ۔ (البقرة : ٢٥١)

"اللہ تعالیٰ لوگوں کا دفاع اگر ایک دوسرے کے ذریعے نہ کرتا تو زمین کا

نظام بگڑ جاتا لیکن اللہ تعالیٰ جہانوں پر فضل کرنے والا ہے"۔

شیطانی وسوسے :۔ اہلحدیثوں سے ان کی نہ نبھ سکنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم ان کے بنائے ہوئے مشرکوں کو مشرک نہیں کہتے اور ان کی ہمنوائی میں بات بات پر فتویٰ لگانے کے خبط میں مبتلا نہیں ہیں حالانکہ بالعموم جو باتیں جو ان کے نزدیک غلط ہیں اہلحدیثوں کے نزدیک بھی غلط ہیں۔ فرق فتویٰ لگانے میں ہے۔ کچھ باتیں واقعی شرک ہیں مگر ان کے مجرم وہ نہیں جن کی طرف وہ منسوب ہیں بلکہ وہ ہیں جنہوں نے ان کو لکھا اور جنہوں نے ان کو مانا۔ کچھ باتیں ایسی ہیں جو غلط تو ہیں مگر شرک نہیں ہیں۔ فتویٰ لگانے کے لئے ضرورت سے زیادہ ان کی اہمیت کو بڑھا دیا گیا ہے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جو حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ ان اعتراضات کو یا ان اعتقادات کو شیطانی وسوسے یا ہمزات الشیاطین سے تعبیر کرنا زیادہ موزوں ہوگا۔ اس مذہب کو ہم عثمانی مذہب تو کہہ سکتے ہیں یہ آسمانی مذہب ہرگز نہیں۔ انہوں نے توحید کا لیبل لگا کر اہلِ توحید اور ائمہ توحید کے خلاف نفرت پھیلائی ہے۔ حد یہ ہے کہ ان کے نزدیک اہلحدیث بھی مشرک ہیں اور ان کے پیچھے ان کی نماز ناجائز ہے۔

گزارش ہے کہ اہلحدیثوں کو ان کے منطقی انجام تک پہنچا کر ہی دم لینا ہے تو پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ذرا اس سے آگے بھی چلتی ہے۔

مسلمان مشرک کا وارث نہیں ہوتا :۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ (بخاری ص ۱۰۰۱)۔

اب جن عثمانیوں کے والدین یا کوئی ایک ان کے مذہب پر نہیں تھا

مہربانی یہ ان کی وراثت سے فی الفور دستبردار ہو جائیں۔ اب لگ پتا جائے گا کہ عثمانی کتنے پانی میں ہیں۔ راز فاش ہو جائے گا ان کی توحید کا اور پول کھل جائے گا شرک سے ان کی نفرت کا۔

آپس میں نکاح بھی جائز نہیں :۔ نہ صرف یہ بلکہ میاں بیوی میں سے اگر ایک عثمانی ہے اور دوسرا نہیں ہے تو ان کے درمیان بھی فوراً جدائی واقع ہونی چاہیئے کیونکہ مسلمان اور مشرک کا باہم نکاح قرآن کی رُو سے جائز نہیں۔ (بقرہ:۲۲۱)۔

تعلقات ختم :۔ نیز اب عثمانیوں کو غیروں سے دلی دوستی ختم کر دینی چاہیئے۔ علیک سلیک بند کر دینی چاہیئے۔ اور ان کے جنازوں میں شامل ہونا بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ :

ومن يتولهم منكم فانه منهم ۔ (المائدة : ۵۱)

"اور جو ان سے دوستی کرلے گا وہ انہی میں سے ہوگا"۔

نراناک بھوں چڑھانا، شرک شرک کرنا اور اہل حدیث سمیت سب کو کافر مشرک سمجھ کر ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا لینا کوئی کسب نہیں ہے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ۔ (آل عمران : ۸)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے (آمین)۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين ۔

مصنف رحمہ اللہ کی دوسری تصنیفات

ھدایہ عوام کی عدالت میں

فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر

قبر پرستی اور اس کے اسباب




وجہ تسمیہ اہلحدیث

تین طلاقیں (ایک وقت میں ایک ہوتی ہیں) قرآن وسنت کی روشنی میں

وسیلہ قرآن وسنت کی روشنی میں




تعویذ اور دم قرآن وسنت کی روشنی میں

قد قامت الصلوٰۃ نماز کے ضروری مسائل (حصہ دوم)

حی علی الصلوٰۃ (حصہ اول)




کراچی کا عثمانی مذہب قرآن وسنت کی روشنی میں

حدیث رسول پر اعتراضات اور غیر اہل حدیثوں کی گالیوں کے جوابات

تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں

ادارہ اشاعت القرآن و حدیث پاکستان